Vol. I
No. 9



Wednesday
11th March, 1953.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Wednesday, 11*th March*, 1953.

The Assembly met at half past eight of the clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR.]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker: Let us take up questions.

Police Excesses

†*52 (74) *Shri V. D. Deshpande* (*Ippaguda*): Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether it is a fact that two constables of Gangaram Police Station raided the village Ramnagar of Bathapalli Sivaru in Madhira taluk, Warangal district on 25-12-1952?

(*b*) Whether it is also a fact that the said Police constables destroyed the hut the only dwelling place of a peasant by name Motapothula Nagulu and carried away a cart-load of wood under the orders of the Sub-Inspector of Police?

(*c*) Whether it is true that the above Sub-Inspector necked out Shri Nagulu when he went to the Police Station for representing this case?

(*d*) If so, for what reasons?

هوم منسٹر (شری دگمبر راؤ بندو) - اس سوال کے اجزاء اے - بی او سی کا جواب ہے نہیں - جزو ڈی کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا -

Police personnel at Congress Session

*53 (75) *Shri V. D. Deshpande*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) the strength of extra police force including the plain clothed men stationed at various Railway Stations for Security purposes in connection with the visit of Ministers and other high personalities during the Congress Session in Janurary, 1953?

---

†*Question was originally tabled by Shri Ch. Venkat Rama Rao but was put by Shri V.D. Deshpande under outhorisation.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Wednesday, 11*th March,* 1953.

The Assembly met at half past eight of the clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR.]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker: Let us take up questions.

Police Excesses

†*52 (74) *Shri V. D. Deshpande (Ippaguda)*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether it is a fact that two constables of Gangaram Police Station raided the village Ramnagar of Bathapalli Sivaru in Madhira taluk, Warangal district on 25-12-1952?

(*b*) Whether it is also a fact that the said Police constables destroyed the hut the only dwelling place of a peasant by name Motapothula Nagulu and carried away a cart-load of wood under the orders of the Sub-Inspector of Police?

(*c*) Whether it is true that the above Sub-Inspector necked out Shri Nagulu when he went to the Police Station for representing this case?

(*d*) If so, for what reasons?

ہوم منسٹر (شری دگمبر راؤ بندو) - اس سوال کے اجزاء اے - بی او سی کا جواب ہے نہیں - جزو ڈی کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا -

Police personnel at Congress Session

*53 (75) *Shri V. D. Deshpande*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) the strength of extra police force including the plain clothed men stationed at various Railway Stations for Security purposes in connection with the visit of Ministers and other high personalities during the Congress Session in Janurary, 1953?

---

†*Question was originally tabled by Shri Ch. Venkat Rama Rao but was put by Shri V.D. Deshpande under outhorisation.

(b) the amount of money spent on transportation of police personnel from the Districts to the City and on other police arrangements ?

شری دگمبر راؤ بندو- جز اے کا جواب یہ ہے کہ ریلوے اسٹیشنس پر کوئی اکسٹرا پولیس (Extra police) مقرر نہیں کی گئی تھی البتہ مقررہ تعداد میں ریلوے پولیس پانچ چھ روز تک ۲۴ گھنٹے کام کرتی رہی ہے - جزو بی کا جواب یہ ہے کہ مکمل حسابات وصول نہیں ہوئے ہیں - جو پولیس انتظاماً بلائی گئی تھی انکے ٹی - اے بلس (T.A. Bills) منظور ہونے میں دیر ہوتی ہے اسلئے مکمل حسابات نہیں مل سکے - ابتک جو حسابات آئے ہیں وہ (۱۰۶۶۳۱.۰۰) روپیہ کے ہیں - اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس پر ایک لاکھ خرچ ہونگے -

شری وی - ڈی دیشپانڈے- کیا یہ خرچ پچھلے سال کی کنٹنجنسیز (Contingencies) سے برداشت کیا جائیگا ؟

شری دگمبر راؤ بندو- ہاں - کنٹنجنسیز سے ہوگا-

شری وی - ڈی - دیشپانڈے- اس ڈپارٹمنٹ کی کنٹنجنسی سے یا عام کنٹنجنسی سے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- گورنمنٹ نے اپنی کنٹنجنسی سے اسکی منظوری دی ہے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا اسکی وجہ سے کنٹنجنسی پر فارمل (Formal خرچ سے زائد بار عائد نہیں ہوگا ؟

شری دگمبر راؤ بندو- اس کا اڈجسٹمنٹ (Adjustment) بعد میں ہوسکتا ہے -

شری وی- ڈی- دیشپانڈے - کتنے انسپکٹرس ، کتنے سب انسپکٹرس ، کتنے انیسرس اور ولیس یہاں بلائی گئی تھی ؟

شری دگمبر راؤ بندو- اسکی تفصیل میرے پاس اس وقت نہیں ہے - اگر آپ تفصیل چاہتے ہیں تو میں بعد میں دینے کے لئے تیار ہوں -

BUSES ON P. W. D. ROADS

*59 (70) *Shri R. P. Deshmukh*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state ;

(*a*) Whether Government are aware that several applications for permits to run buses on P.D.W. roads in Parbhani district were rejected on 3-2-1953 although, it was said by Government during the last session that there was no monopoly for bus permits ?

(*b*) Whether Government are also aware of the demand for increased bus services from the public?

(*c*) Whether Government would arrange for redressal of the grievances of the people ?

شری دگمبر راؤ بندو - جزو اے کا جواب یہ ہے کہ چار درخواسیں اسٹیٹ کیاریج پرمٹ کے لئے مندرجہ ذیل روٹس کے لئے روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے کنسیڈریشن (Consideration) کے بعد آئی تھیں ۔

۱ - پربھنی سے جنتور ۲- پربھنی سے جنتور براہ اوندھا ۳- پربھنی سے پوری - ۴ - مانوتھ روڈ سے پاتھری - روٹس ۱ تا ۳ کے لئے جو درخواستیں آئی تھیں اونکو اس بنا پر رد کردیا گیا ہے کہ پبلک کی مانگ ان راستوں پر زیادہ نہیں ہے اور خاص صورتوں میں - گزسٹنگ آپریٹرس (Existing operators) اپنی سروس اڈجسٹ کرکے آسانی سے پبلک کو فیسی لیٹیز (Facilities) پرووائیڈ (Provide) کرسکتے ہیں اسبارے میں ہدایات اجرا کئے گئے ہیں کہ وہ اپنی سرویسس کو ری اڈجسٹ (Re-adjust) کریں - جہاں تک روٹ نمبر (۴) کا تعلق ہے آر - ٹی - ڈی - نے اس کا نوٹ لیا ہے اور یہ طے کیا ہے کہ اڈورٹائیز منٹ (Advertisement) کے ذریعہ پبلک سے پرمٹ کے لئے درخواستیں طلب کی جائیں ۔

جزو بی کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ پہلے تین روٹس (Routes) کے بارے میں بھی غور کریگی کہ پبلک کو کیا فیسی لیٹیز مہیا کیجا سکتی ہیں - موجودہ صورت میں صرف ایک ہی روٹ کے لئے پبلک کا ڈیمانڈ ہے - میں نے جزو بی کے جواب میں کہدیا ہے کہ ایک ہی راستہ کے لئے پبلک کا ڈیمانڈ (Demand) زیادہ ہے - اس وجہ سے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا - جو اپیل کی گئی ہے وہ زیر تصفیہ ہے ۔

श्री. रंगराव देशमुख ( ) :–जिन चार दरखास्तों को क्यों ना मंजूर किया गया है ?

شری دگمبر راؤ بندو - آر - ٹی - ڈی نے اپنی صوابدید سے نامنظور کیا ہے اپیل زیر تصفیہ ہے اسکے تصفیہ کے بعد معلوم ہوگا ۔

श्री. रंगराव देशमुख :– जब मोनापली (Monopoly) नहीं है हो दरख्वास्तों क्यों नामंजूर की गयी ?.

Answers to starred Questions Nos. 54 (134), 55 (134-A), 56 (134-B), 57 (134) and 58 (159) under unstarred Questions and Answers.

شری دگمبر راؤ بندو - موٹر وہیکل ٹرافک ایکٹ کے تحت ایسا کیا گیا ہے - انکو اختیار دیا گیا ہے کہ جنکی درخواستیں مناسب سمجھیں منظور کریں - انکی تجویز کی ناراضی سے اپیل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے - چنانچہ اپیل کی گئی ہے جو زیردوران ہے۔

श्री. रंगराव देशमुख :—जब पब्लिक की मांग है की जायद बसेस होनी चाहियें तो तीसरी तारीख को चार बसेस मे से भी क्यों कमी कर दी गओी ?.

شری دگمبر راؤ بندو - پبلک کے ڈیمانڈ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آر - ٹی - دی اپنے صوابدید سے ریگولارئیز (Regularise) کرتا ہے -

شری وی ڈی - دیشپانڈے - ہمکو جو گریونسیس (Grievances) بتائے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ پرائیویٹ بسیس اسقدر بیدھڑک طریقے سے کام کرتے ہیں جسکی وجہ سے اکسیڈنٹس (Accident) ہوتے ہیں اور عوام کی زندگی خطرے میں ہوتی ہے - میں جب پربھنی سے جنتور گیا تو میں نے خود ایسے حالات دیکھے ہیں - ایسی صورت میں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت آر - ٹی - ڈی سرویسس جاری کرنے کے بارے میں کچھ سوچ رہی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - یہ سوال ہمارے زیر غور ہے - لیکن اس وقت بسس کی تعداد اتنی نہیں ہے کہ ہر جگہ اضلاع میں سرویسس جاری کئے جاسکیں - رائچور اور پربھنی کا مسئلہ بھی گورنمنٹ کے سامنے ہے - کچھ نئے بسیس ضرور آئے ہیں - لیکن انہیں جہاں جہاں شدید ضرورت ہے وہاں بھیجا جا رہا ہے - کوئی نیا ضلع ابھی تک ہم نے نہیں لیا ہے - البتہ جیسے جیسے نئی بسیس آئینگی دوسرے اضلاع میں بھی آر - ٹی - ڈی سرویسس کو جاری کرنے کے بارے میں غور کیا جائیگا - جبتک کوئی سرکاری انتظام نہ ہو پرائیویٹ پارٹیز (Private Parties) کو اجازت دیجاتی ہے -

श्री. रंगराव देशमुख :—खानगी बसेस को अिजाजत देने का तसफिया कोन करते हैं ?

شری دگمبر راؤ بندو - ایک کمیٹی ہے جو اس کا تصفیہ کرتی ہے کہ کسکو اجازت دینی چاہئے -

श्री. रंगराव देशमुख :—मिस्टर स्पीकर सर, हाअुस मे जो सवालात पूछे जाते हैं अुनके सही जवाब मिलना चाहिये लेकिन जब हम सवाल करते हैं तो गव्हर्नमेंट ऑथारटीज अिनका बराबर जवाब नहीं देतें। जो जवाब दिया गया है वह गलत है। जिस तरह के गलत जवाब.

مسٹر اسپیکر .. جو جواب دیا جاتا ہے اسکو صحیح سمجھنا چاہئے جب تک کہ اسکے خلاف ثابت نہ کیا جائے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - پرائیویٹ کمپنیز کی طرف سے گریونسیس کے بارے میں جو شکایتیں آئی ہیں ان پر کیا اسٹپ لیا جا رہا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - جو شکایتیں آئیں ان میں یہ شکایت بھی تھی کہ پرائیویٹ بسس زیادہ پیسہ وصول کرتی ہیں - جو شکایتیں ہمارے پاس آئی ہیں انکے بارے میں

ھدایت کی گئی ھے کہ فوجداری مقدمات دائر کریں - پرائیویٹ کنسرن (Private concern) کو یہ وارننگ دیگئی ھے کہ اگر اس قسم کی شکایت دو بارہ وصول ھوتو انکو جو اجازت دیگئی ھے وہ رد کردیجائیگی -

श्री. रंगराव देशमुख :—अब तक जिन लोगों ने वसूल करलिया है अिन के मुताल्लुक क्या कारवाओ होगी ? क्या अिनको जिनसे वसूल की गओ है रक्कम वापस दिलाओ जायेगी ?.

شری دگمبر راؤ بندو - انکے خلاف فوجداری کارروائی کی جاسکتی ھے -

Bus Contractors

*60 (171) *Shri R. P. Desmukh* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(*a*) Whether Government are aware that certain bus contractors in Parbhani district are charging bus fares higher than the rates specified in the permits ?

(*b*) Whether Government have taken any steps to, punish such offenders ?

شری دگمبر راؤ بندو - جیسا کہ میں نے اس سے پہلے کے سوال کے جواب میں کہا ھے ، جزو اے کا جواب یہ ھے کہ موٹر وھیکل انسپکٹر پربھنی نے رپورٹ کی کہ چند آپریٹرس زیادہ چارج کر رھے ھیں یعنی ایک آنہ فی میل سے زیادہ لے رھے ھیں اور یہ عمل سیلو سے جنتور روٹ پر ھو رھا ھے - یہ رپورٹ وصول ھونے کے بعد تحقیقات کے لئے پولیس کو لکھا گیا اور یہ ھدایت کی گئی ھے کہ اگر ایسا عمل دو بارہ کیا جائے تو جو اجازت دیگئی ھے وہ رد کردیجائے گی -

श्री. रंगराव देशमुख :—अबतक जो जायद पैंसा वसूल किया गया है अुसको क्या किया जायेगा ?

شری دگمبر راؤ بندو - فوجداری مقدمات دائر کئے جاسکتے ھیں -

श्री. रंगराव देशमुख :—अिसके बाद पोलीस ने क्या कारवाओ की ?

شری دگمبر راؤ بندو - ابتک کوئی رپورٹ وصول نہیں ھوئی ھے -

श्री. रंगराव देशमुख :—देड लाख रुपये जो जायद वसूल किये गये हैं क्या अुनकी वापसी का अिंतजाम किया जायेगा ?.

شری دگمبر راؤ بندو - یہ روپیہ گورنمنٹ کو وصول ھونے کا نہیں ھے - جو روپیہ زائد وصول کیا گیا ھے وہ جرم ھے اور موٹر ٹرافک رولس کی خلاف ورزی ھے - اسلئے فوجداری مقدمہ چلایا جاسکتا ھے -

شری کے - ایل نرسمہا راؤ - جب ناجائز طور پر وصول کیا جاتا ھے تو بحق سرکار جمع کیا جاسکتا ھے -

مسٹر اسپیکر - یہ سجیشن (Suggestion) ہے -

*61 (172) *Shri R. P. Deshmukh*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(*a*) Whether Government are aware of the fact that certain bus contractors in Parbhani district are engaged in selling their road permits to the villagers with heavy profits ?

شری دگمبر راؤ بندو - جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ کے پاس ایسے واقعات پیش نہیں ہوئے -

श्री. रंगराव देशमुख :–अिनकम टॅक्स दाखल करने पर रोड परमिट दी जाती है। परमिट तो अिजरा होती है लेकिन क्या वजेह है कि अिनकम टॅक्स दाखिल करने का दाखिला नहीं होता ?

شری دگمبر راؤ بندو - انکم ٹیکس کا کوئی سوال نہیں ہے - جو روڈ پرمٹ دیا جاتا ہے ممکن ہے وہ بیچا جاتا ہو - لیکن گورنمنٹ کے علم میں ایسی کوئی بات نہیں آئی ہے -

श्री. रंगराव देशमुख :–मालूम करें तो कोअी स्टेप नहीं लिया जाता है.

شری دگمبر راؤ بندو - میں نے کہا کہ ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی ہے -

ARREST OF MUNICIPAL COUNCILLOR

*62 (180) *Shri K. Vekatram Rao* ( ): Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(*a*) Whether it is a fact that Md. John, Municipal Councillor was arrested on 16th February, 1953, by the S.I. of Nalgonda ?

(*b*) Whether it is also a fact that the aforesaid S. I. refused to release him on bail and that he was taken to the Court with hands tied along the road ?

شری دگمبر راؤ بندو - ہاں - ۱۶ - فبروری سنہ ۱۹۵۳ع کو کرائیم نمبر ۳۰ بابتہ سنہ ۱۹۵۳ع تحت دفعہ ۳۲۴ انڈین پینل کوڈ محمد جان میونسپل کونسلر کو گرفتار کیا گیا - یہ گرفتاری صبح ۹ بجے عمل میں آئی - ۱۰ بجے کے قریب انہیں مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا - وہ وہاں ضمانت نہیں دے سکے - تقریباً ۵ بجے انہوں نے ضمانت داخل کی - اس وقت انہیں ضمانت پر رہا کیا گیا -

یہ واقعہ کہ انہیں رسی سے باندھکر لیجایا گیا صحیح نہیں ہے -

شری کشا رام ریڈی - کیا یہ صحیح ہے کہ وہ پولیس کے پاس ضمانت داخل کرنے کے لئے تیار تھے لیکن پولیس نے ضمانت لینے سے انکار کردیا ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ جو ضمانت وہ دے رہے تھے وہ ناکافی تھی ۔ اس لئے قبول نہیں کی گئی ۔

شری کٹا رام ریڈی ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ گرفتاری سے پہلے سب انسپکٹر پولیس نے انکے گھر پر دھاوا کیا ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ اسکی کوئی اطلاع گورنمنٹ کو نہیں ہے ۔

شری کٹا رام ریڈی ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ اسی سب انسپکٹر کی کسٹڈی (Custody) سے پرسوں ہی ایک پرزنر نکل گیا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ سب انسپکٹرس کے بارے میں ایسے واقعات ہوسکتے ہیں ۔ ہر ایک کی نسبت اس وقت جواب دینا نا ممکن ہے ۔

شری کے ایل ۔ نرسما راؤ ۔ محمد جان کو رسی سے باندھکر لیجانے کا واقعہ کیا اسی سب انسپکٹر سے تحقیقات کروایا گیا ؟

Mr. Speaker : It is for the Home Minister to make enquiries from particular persons.

شری کے ۔ اننت راما راؤ ( ) پولیس نے کتنی ضمانت طلب کی تھی ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ ان سے معتبر ضمانت طلب کی گئی تھی ۔ جو بھی ضمانت طلب کی گئی تھی انہوں نے اسکی تکمیل نہیں کی ۔

شری جی ۔ سری راملو ( ) ضمانت کی مقدار کیا جرم کی سنگینی کے لحاظ سے ہوتی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ ضمانت جرم کے لحاظ سے نہیں بلکہ شخص کے لحاظ سے جاتی ہے کہ کونسے شخص سے کتنی ضمانت لی جانی چاہئے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ اس ہاؤس کے آنریبل ممبر جو وہاں رہتے ہیں ۔ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے محمد جان کو رسیاں باندھکر لے جاتے ہوئے دیکھا ہے کیا آپ کے پاس اسکی شہادت پیش کرنے پر اسٹپس (Steps) لئے جائینگے ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ ہاں ضرور ۔

SENDI TREES AT NANALNAGAR

*63 (2) *Shri M. Buchiah* (*Sirpur*) : Will the hon. Minister for Excise, Customs and Forests be pleased to state :

(*a*) the total number of Sendhi trees allotted for the supply of Neera at Nanalnagar Sarvodaya Scheme during the A.I.C.C. session in Juanuary, 1953?

(*b*) Were the trees paid for and numbered ?

ایکسائز فار سٹس کسٹمس اینڈ ریوینیو منسٹر (شری رنگا ریڈی) :- الف
نائل نگرسرودیه اسکیم میں بزمانه کانگریس سشن جنوری سنه ۱۹۵۳ع نیره کی سربراهی کے لئے
کوئی درخت سیندهی مختص نہیں کئے گئے - البته بٹن چرو کے گڑ سازی کے لئے گذشته
چند سالوں سے جو درخت سیندهی دئے جاتے تھے ان کے منجمله (۴۰۰) درختوں کا نیره
بزمانه کانگریس سشن استعمال کیا گیا -

ب - قواعد نیره سنه ۱۹۵۱ع کے دفعه ۱۰ کے تحت درختان کی نمبر اندازی کی گئی
تھی اور محصول درختان اسلئے وصول نہیں کیا گیا که محصول آبکاری صرف اشیاء منشیات
سے وصول کیا جاتا ھے - نیره اور گڑ چونکه منشیات کی تعریف میں داخل نہیں ھیں اسلئے
بلحاظ قواعد نیره سنه ۱۹۵۱ع ایسے درختان پر جو ان اغراض کے لئے مختص کئے گئے
محصول عائد نہیں کیا گیا -

شری ایم - بچیا - کیا وہ درختان اب بھی تراشے جاتے ھیں ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی - ھاں یه درخت گڑ سازی کے لئے تراشے جاتے ھیں -

شری جی - هنمنت راؤ (ساوگ) کیا کانگریس والے نیره پیتے ھیں ؟

(Laughter)

Mr. Speaker: That question cannot be allowed.

INSECTICIDE SPRAY

†*64 (73) *Shri V. D. Deshpande*: Will the hon. Minister for Agriculture & Supply be pleased to State :

(*a*) Whether the insecticide was sprayed on Chana in Jawaripati village of Sircilla taluks by the District Agricultural Department in the month of December 1952 at the requests of the local peasants ?

(*b*) Whether it is a fact that the crops got completely dried up due to the above spraying?

(*c*) If so, what steps have been taken by the concerned Department to meet the losses suffered by the peasants ?

---

† This question was originally tabled by Shri Ch. Venkata-ram Rao, but the same was put by Shri V. D. Deshpande on authorisation.

THE MINISTER FOR AGRICULTURE & SUPPLY

(Dr. M. Chenna Reddy) :

(*a*) Yes.

(*b*) No.

(*c*) The question does not arise.

شری وی - ڈی - دیشپانڈے سوال کے پہلے جزو کا جواب " ہاں " دیا گیا تو کیا اسکی تحقیقات کرائی گئی کہ اس کی وجہ سے نقصان نہیں ہوا ہے ؟

ڈاکٹر ایم - چنا ریڈی - اسکی تحقیقات کی گئی - جو ایلڈ (Yield) ہوئی اسکی بھی تحقیقات ہوئی - ۲۷۰۰۵ پونڈ فی ایکر وہاں پیدا وار ہوگئی - اگر یہ اسپرے نہیں کیا جاتا تو اندیشہ تھا کہ وہاں پیدا وار کو نقصان پہنچ جاتا -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - ٹوٹ پلی کا واقعہ جس طرح ہمارے سامنے ہے کیا اسی طرح اس سال کسی اور جگہ پر دوا چھڑکنے سے نقصان ہوا ہے ؟

ڈاکٹر ایم - چنا ریڈی - میں نے عرض کیا ہے کہ نقصان نہیں ہوا ہے کسی دوسری جگہ نقصان ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا -

شری اننت راؤ (سرسلہ) اگر نقصان ہو تو کیا معاوضہ دیا جائیگا ؟

Mr. Speaker : It is not a question. It is a suggestion.

Dr. M. Chenna Reddy : There is no question of ' Nuksan ' at all.

COLLECTION OF LEVY

*65 (254) *Shri Vishwasrao Patil* (*Parenda*) : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

(*a*) Whether the Tahsildar of Parenda, Osmanabad District has issued orders to the patel, patwaris to collect levy (Jowar) compulsorily from the Agriculturists ?

(*b*) Whether any such orders have been issued by the Supply Department ?

Dr. M. Chenna Reddy : (*a*) & (*b*) No.

TEMPLE FUNDS

*66 (44) *Smt. S. Laxmi Bai* (*Banswada*) : Will the hon. Minister for Law and Endowments be pleased to state :

(*a*) the amount of collections from temples ?

(*b*) the manner in which the funds are utilised for the welfare of the State ?

شری رنگا ریڈی - الف - منادر کی آمدنی حسب ذیل تین اقسام پر مشتمل ہے -

۱ - آمدنی اراضیات جاگیر و اراضیات انعام -

۲ - آمدنی یومیہ سالیانہ - ماہوارات و دیگر عطیات نقدی -

۳ - کرایہ امکنہ و نبازات -

مدات صدر کے تحت پوری ریاست میں منادر سے جو آمدنی وصول ہوتی ہے اوسکی مقدار دس لاکھ تریالیس ہزار پانچ سو انچاس ہے -

ب - دستور العمل اوقاف کے دفعہ (۱۰) کی روسے جائیداد موقوفہ کی آمدنی ان اغراض پر صرف ہوگی جنکے لئے واقف نے جائیداد کو وقف کیا ہو - ایسی آمدنی کا کچھ حصہ جائداد موقوفہ کی نگہداشت پر صرف کیا جاتا ہے - کسی صورت میں بھی بلحاظ دستور العمل اوقاف جائیداد موقوفہ کی آمدنی ایسے اغراض کی تکمیل پر صرف نہیں کیجاتی جو واقف کے ذاتی قانون ومذہب کے خلاف ہو - دستور العمل اوقاف کی دفعہ (۱۳۹) کی روسے نذرو نیازات کی آمدنی بلحاظ خواھش واقف صرف کی جانی چاہئے اور اگر ایسی کوئی خواہش موجود نہو تو جائداد موقوفہ کی نگہداشت کیلئے اس آمدنی کو صرف کیا جاتا ہے - جائداد موقوفہ کے انتظام اور آمدنی کے صحیح مصرف کی منجانب گورنمنٹ موثر نگرانی کیجاتی ہے اور اسکے باضابطہ بجٹ مرتب ہوتے ہیں - بڑے بڑے منادر کی آمدنی سے حسب ذیل رفاھی امور انجام دئے جاتے ہیں جنکے اخراجات کی سبیل منادر کی آمدنی سے ہوتی ہے -

۱ - تعلیمی ادارہ جات مثلا مدارس سنسکرت - ویدك و مذھبی ادارہ جات -

۲ - تنصیب برقی روشنی و انتظام سربراھی آب نوشیدنی -

۳ - تعمیر سڑك برائے سہولت زائرین -

۴ - دیگر رفاھی امور -

شریمتی سنگم لکشمی بائی - کیا منسٹر صاحب بتلاسکتے ہیں کہ اس سال ہندو کے ٹرسٹ فنڈ سے کتنے ودھیارتھیوں (विद्यार्थियों) کو کتنے کتنے اسکالرشپس دئے گئے ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی - اسکے لئے نوٹس کی ضرورت ہے - میں یہ تعداد تو اس وقت نہیں بتلاسکتا -

شریمتی سنگم لکشمی بائی - اس رقم کا کتنا پرسنٹیج ایجوکیشن پر خرچ کیا جاتا ہے ؟

شری وینکٹ رنگاریڈی۔ یه هر مندر کی آمدنی اور اسکے اخراجات پر منحصر ھے۔ جس مندر کی آمدنی میں جس تناسب سے تعلیم پر خرچ کا تناسب ھے اسی لحاظ سے خرچ ھوتا ھے۔

شریمتی سنگم لکشمی بائی ۔ کیا یه صحیح ھے که عام طور پر یه رقم مندروں میں آنے جانے والوں کے کھانے پر صرف کردیجاتی ھے ۔

شری وینکٹ رنگا ریڈی۔ یه صحیح نہیں ھے۔ البته جیسا که میں نے کہا اگر واقف نے ایسی هدایت کی ھو که جائداد وقف کی آمدنی مندرجه آنے والوں کے کھانے پینے پر صرف کیجائے تو ایسا ھی کیا جاتا ھے ۔ ضابطه میں یه بتلایا گیا ھے که واقف کی خواهش کو ترجیح دیجائے ۔

شریمتی سنگم لکشمی بائی ۔ کیا آنریبل منسٹر یه بتلاسکتے ھیں که کتنے مندر کے ٹرسٹیز (Trustees) اچھی طرح کام کررھے ھیں ؟

شری وینکٹ رنگاریڈی۔ میں یه که سکتا ھوں کر جتنے بھی مندر کے منتظمین ھیں وہ اچھی طرح ھی کام کررھے ھیں ۔ اگر کسی کا کام اچھا نہو تو شکایت ھوتی ھے ۔ اور فوراً شکایت کی تحقیقات کرائی جاتی ھیں ۔ اگر واقعی انکا کام خراب ھو تو انہیں نکال دیا جاتا ھے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ کیا کسی مندر کے ٹرسٹیز میں انڈومنٹ ڈپارٹمنٹ کے اعلی عہدہ دار بھی ھیں ؟

شری وی ۔ رنگاریڈی ۔ منتظمین ڈپارٹمنٹ کی جانب سے ھی مقرر کئے جاتے ھیں ۔ مندروں کی کمیٹیوں کو مقرر کرنے کا بندوبست محکمه ھی کرتا ھے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ میرا سوال بالکل برعکس ھے ۔ میں یه معلوم کرنا چاھتا ھوں که کیا ڈپارٹمنٹ کے صدر کسی مندر کے متولی ھوسکتے ھیں ؟

شری وینکٹ رنگاریڈی ۔ ڈپارٹمنٹ میں متولی نہیں ھوتے ۔ متولی تو وھی شخص ھوتا ھے جسے واقف مقرر کرے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ میں یه معلوم کرنا چاھتا ھوں که کیا انڈومنٹ ڈپارٹمنٹ کے ھیڈ بھی کسی مندر کے متولی ھوسکتے ھیں ؟

Mr. Speaker : If the hon. Members know the person, why not name him directly ?

(Laughter)

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ خرچ کے جو دو تین مدات بتلائے گئے ھیں ان میں سے پرا پرٹیز پر کتنا خرچ ھوتا ھے ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی - ہر مد پرخرچ کی تفصیل بتلانے کیلئے نوٹس کی ضرورت ہے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا آنریبل منسٹر اس سے واقف ہیں کہ ترمبک لال ڈائرکٹر انڈومنٹ کشن باغ کے متولی ہیں ؟

شری وینکٹ رنگا ریڈی - میں یہ توجانتا ہوں کہ وہ ڈائرکٹر انڈومنٹ ہیں - لیکن کشن باغ کے متولی ہونا میرے علم میں نہیں مجھے اس صیغہ کو لئے دو چار روز ہی ہوئے ہیں اس لئے میں اس سے واقف نہیں ہوں -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا آنریبل منسٹر اس سے واقف ہیں کہ انہوں نے کئی سال سے کشن باغ کے آکاونٹس (Accounts) پیش نہیں کئے ہیں ؟

Mr. Speaker: He will enquire into it.

شری وینکٹ رنگا ریڈی - اسکے لئے بھی نوٹس چاہئے -

श्री. फूलचंद गांधी (अुमरगा) :—तुलजापूर के अंबाबाअी देवल की क्या हालत है ? क्या यह देवल अेंडोमेंट के तहत आता है ?.

شری کے - وی - رنگا ریڈی - اسکے لئے بھی علحدہ نوٹس چاہئے -

श्री. फूलचंद गांधी :—क्या अिसके लिये भी नोटीस चाहिये ?

Mr. Speaker: He is not aware of it at present.

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ ڈپارٹمنٹ حال ہی میں منسٹر صاحب کے پاس آیا ہے ؟

Mr. Speaker: The hon. Members know it.

Unstarred Questions And Answers

H.S.R.P. Camps

*54 (134) *Shri G. Sreeramulu*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

Whether the Hon'ble Minister for Home is aware that the H.S.R.P. Camps in rural area are causing inconvenience to the people ?

Shri D. G. Bindu: No; they are not inconvenience to the peaceful villagers. Only the Anti-social element and law breakers find the existence of these. Camps, a hindrance to the furtherance of their nefarious activities.

*55 (134A) *Shri G. Sreeramulu*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) the taluqs in the State where the H.S.R.P. is stationed?

(*b*) the period for which these have been stationed?

Shri D. G. Bindu: (1) H.S.R.P. Camps are now in the Districts of Warangal North, Warangal South, Nalgonda, Karimnagar, Nizamabad, Medak, Hyderabad district and Mahbubnagar. Their location is periodically reviewed according to the situation of law and order.

(2) The period is indefinite and depends on law and order.

*56 (134B) *Shri G. Sreeramulu*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether any non-mulkies have been absorbed in the H.S.R.P.?

(*b*) If so, the percentage of outsiders therein?

(*c*) Whether there is any scheme to train mulkies in H.S.R.P. to replace the non-mulkies?

(*d*) Whether there is any proposal to open Police Stations in villages of various taluks after the removal of the H.S. R.P. Camps?

Shri D. G. Bindu: Yes. Recruitment to H.S.R.P. Battalions in the first instance, was open to Ex-servicemen from all parts of the country.

(*b*) Mulkies	40%
(*c*) Non-mulkies	60%

Yes, a scheme for a training Centre for training Mulkies to replace oustiders ultimately is under consideration.

(*d*) No; at present there is no such scheme under consideration.

*57 (135) *Shri G. Sreeramulu*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

Whether any proposal to give some more chances to the failed candidates to appear for the High Court Pleader's examination is under the active consideration of the Government?

Shri D. G. Bindu: Government has already decided to give one more chance to the candidates to appear in the 1st & 2nd grade Pleaders Examinations under the Legal Practitioner Act which is being amended to give effect to this decision.

The rules under the Legal Practitioner Act are being scrutinized in the Legal Department. Immediate action will be taken after the Rules are finalised.

58 (159) *Shri Srihari*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

Whether it is a fact that all the appointments of Special Prosecuting Officers in the State are on temporary basis ?

(*b*) If so, what will be their future ?

(*c*) Whether there is any proposal before the Government to make the posts permanent and pensionable ?

(*d*) If not, why the S. P. Os. are not allowed to practice on the Civil Side ?

Shri D. G. Bindu: yes. (*b*) and (*c*) This case is under consideration of the Government. (*d*) Under Art. 14 of the Government Servants' Conduct Rules, a Government servant, whether temporary or permanent may not engaged in any trade or undertake any employment.

POLICE EXCESSES

26 (35) *Shri Ch. Venkat Ram Rao*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether it is a fact that a Police Daffedar, Papayya by name and a constable of Chintakani Police Station beat severely Kamakanti Nagayya and five other Harijans of Pallepadu village on 10-12-1952?

(*b*) Whether any representation was made to the concerned Deputy S.P. in this reagard?

(*c*) If so, what action has been taken on the matter?

Shri D. G. Bindu: (*a*) No, it is not a fact.

(*b*) Yes.

(*c*) Enquiries were made by the Deputy Supdt. of Police who found the allegations to be baseless and unfounded.

ARREST WARRANTS

27 (51) *Shri K. Venkat Ram Rao*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether warrants for arrests are pending against the following persons of Nalgonda district?

1. Shri Devulapalli Venkateswara Rao of Suraypet taluk.
2. Shri C. Tirmal Rao, Suraypet taluk.
3. Shri Bhimreddy Narshimhareddy of Suryapet taluk.
4. Shri Dodda Narsayya of Huzurnagar taluk.
5. Shri Madhavarao of Huzurnagar taluk.
6. Shri Arebandi Laxminarayana of Huzurnagar taluk.
7. Shri Medarmatla Mattyya of Huzurnagar taluk.
8. Shri B. Yalmanda of Nalgonda taluk.
9. Shri Palkurti Somayya of Jangaon taluk.
10. Shri Nermayal Krishna Murty of Jangaon taluk.
11. Shri Venkat Narsimha Reddy of Bhongir taluk.

(*b*) If so, for what and under which law?

(*c*) The places where the respective persons are said to have committed the offences and names of the complaints?

Shri G. D. Bindu: There are no warrants either in Criminal cases or under the Preventive Detention Act or Public Saftey Measures Act, pending against the individuals at Serial Nos. 1 to 10. But there are two warrants pending against the individual at S. No. 11.

(*b*) and (*c*). In the case of individual at S. No. 11 the warrants were issued by the Munsiff-Magistrate, Bhongir, in Crime Nos. 20/50 of P.S. Bhongir and 3/50 of Police Station Ramayanpet, both under sections 33 and 37 of D.R.R. and Section 15 of P.S.M, Act.

Budget—General Discussion

Mr. Speaker: Let us now proceed to item No. 3: 'Budget—General Discussion'. We can take up item No. 2 later on.

Was anybody on his legs yesterday when the House was adjourned?

(Pause)

Shri Papi Reddy (*Ibrahimpatam-General*) : May I continue my speech, Sir? I started my speech only three minutes before the adjournment of the House.

Mr. Speaker : That is why, I particularly asked whether anybody was on his legs ?

شری پاپی ریڈی - مسٹر اسپیکر سر - کل میں عرض کر رہا تھا کہ ایک سال کا دور گزر جانے کے بعد بھی کامن مبان (Common man)کے اسٹانڈرڈ آف لیونگ (Standard of living) میں کوئی فرق نہیں آیا - اس کے نتیجہ میں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ بجٹ کے بارے میں ہم نے اور پبلک نے جو امیدیں رکھی تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں - میں اس بجٹ سیشن کے موقع پر یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس بجٹ کے بنانے والوں کی ذہنیتوں میں کوئی فرق نہیں آیا -

کل آنریبل ممبر نار چادر گھاٹ نے یہ کہا کہ لینڈ ایریرس (Land arrears) وصول کرنے میں گورنمنٹ ناکام رہی ہے - اون کے لئے مناسب تدابیر اختیار نہیں کیگئیں - میں بھی یہی کہتا ہوں - مگر ایسا کہنے سے پہلے میں اس کی ہسٹری پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ایریرس کن کے نام باقی ہیں - کیا یہ ایریرس چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کے نام باقی ہیں؟ کیا چھوٹے چھوٹے پٹہ دار باقی ہیں - کیا پروٹیکٹڈ ٹیننٹس (Protected tenant) باقی ہیں ؟ یا کیا یہ ایریرس بڑے بڑے جاگیردار ، مقطعہ دار - بڑے بڑے پٹہ دار کے نام باقی ہیں ؟ یا وہ مکار پٹیل پٹواری کے نام باقی ہیں جو کئی سالوں سے اس رقم کو ہڑپ کر کے بیٹھے ہیں - مجھے اس سلسلہ میں ہاؤس کے سامنے ایک مثال دینی پڑیگی ، جسے سن کر شائد اوس جانب کے آنریبل دوست بھی چونک اٹھینگے - اعلی حضرت بندگانعالی راج پرمکھ میر عثمان علی خاں کے نام صرف ابراہیم پٹن میں (۱۸) ہزار روپیہ کے ایریرس باقی ہیں - معلوم نہیں پورے اسٹیٹ میں کتنے لاکھ روپیہ اون کا بقایا ہے - میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ہمارے آنریبل چیف منسٹر نے جو ایک زمانہ میں ریوینیو منسٹر تھے اور جو کل تک بھی ریوینیو منسٹر رہ چکے ہیں اور آج ریوینیو مائنس ٹیننسی (Revenue minus tenancy) منسٹر ہیں ، اون سے یہ رقم وصول کرنے سے کیوں قاصر رہے - کیا وہ اس فرد سے رعایت کرنا چاہتے تھے ؟ اگر آج کوئی چھوٹے کاشتکار کے نام معمولی سی رقم باقی رہ جاتی تو اوسکے بیل بنڈی اور دوسری چیزیں تحصیل میں پہنچ جائیں - مگر میر عثمان علی خاں سے یہ رقم وصول کرنے کے لئے کسی کے پاس ہمت نہیں - مجبوراً مجھے یہی کہنا پڑیگا کہ یہ وہی ذہنیت ہے جسکے اشرفیاں لیکر کنگ کوٹھی میں پہنچا دیا کرتے تھے - راج پرمکھ کو (۵۰) لاکھ آپ دیتے ہیں اور سنٹر کی جانب سے

(۵۰) لاکھ دئے جاتے ہیں - کم از کم یہ لینڈ ایریرس تو اوس میں ڈیڈ کٹ کرلینا چاہئے تھا - کہاجاتا ہے کہ حکومت لینڈ ایریرس وصول کرنے میں (Deduct) نرمی سے کام لیتی ہے - میں کہتا ہوں کہ یہ نرمی نہیں ، بزدلی ہے - حکومت بزدلی سے کام لیتے ہیں - ایک دفعہ چیف منسٹر نے کہا تھا کہ ان پر نیم غلامانہ پالیسی کا الزام لگایا جاتا ہے - کیا ایسی پالیسی کو نیم غلامانہ نہیں کہینگے ؟ اس سلسلہ میں اور بھی مختلف پائنٹس (Points) ہیں - غریب کسانوں کے پاس رسائد ہوتی ہیں - پٹیل پٹواریوں کی اون پر دستخط ہوتی ہے کہ رقم ادا کردیگئی - اسکے باوجود اون پر نوٹس سرو (Serve) کئے جاتے ہیں - جب غریب کسان رسائد لیکر تحصیل میں پہنچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رقم جوں کی توں ہے - کانگریس پارٹی اڈمنسٹریشن سنبھالنے کے بعد تو کم از کم ان واقعات کو دور کرنا چاہئے تھا - اگر ایسے ہڑپ کرنے والے پٹیل پٹواریوں سے کسانوں کو محفوظ رکھتے تو بہتر تھا - اگر مناسب انتظامات کئے جاتے تو لینڈ ایریرس (Land arrears) کے فیگرس گھٹ سکتے - اوس طرف کے ہمارے چند معزز دوستوں نے کہا کہ اپوزیشن والے آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں بتاتے - ہر وقت ڈیمانڈس کرتے ہیں - میں کہونگا کہ حکومت کے پاس کافی ذرائع موجود ہیں - مگر اون کو استعمال کرنے سے وہ قاصر ہے - وہ اون کا استعمال کرنا نہیں چاہتی - اوس طرف کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ آبکاری کے مستاجرین کی سازش کی وجہ سے لاس (Loss) ہوا ہے - میں اون آنریبل ممبر سے کہونگا کہ اب آپ آبکاری کی آمدنی پر نہیں بیٹھ سکتے - اب آپ نیرہ کا اڈوارٹائزمنٹ (Advertisment) نہیں کرسکتے - جب نیبرنگ اسٹیٹس (Neighbouring States) ڈرائی (Dry) ہوچکے ہیں تو یہاں بھی اوس کو بند کرنا پڑیگا - پانچ دس سال میں ضرور آبکاری کی آمدنی گھٹ جائیگی - اس وقت تک دوسرے ذرائع کا استعمال کرنا پڑیگا - اور آبکاری کی آمدنی کو گھٹانا پڑیگا - جو الزام لگایا گیا ہے کہ آبکاری کے مستاجرین نے سازش کی ہے غلط ہے - یہ اون کے رائیٹس (Rights) ہیں کہ ہراج کے وقت آئیں یا نہ آئیں - یہاں یہ کیوں نہیں کہا گیا کہ اس میں ڈپارٹمنٹ کی بھی سازش ہے ؟ ظاہر ہے کہ جب آپ آبکاری کے مستاجرین پر شبہ کرینگے تو دوسروں کو بھی آپ کے ڈپارٹمنٹ پر شبہ ہوگا - یہ کہہ کر کہ مستاجرین آبکاری نے سازش کی آپکو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے - کیا ایسی چیزیں کہنے سے ایک کامن میان (Common man) جو اسٹریٹس (Streets) میں پھرتا ہے اسکی تسلی ہوجائیگی ؟

اس مختصر سے وقت میں میں کافی پائنٹس کلیر (Clear) نہیں کرسکتا لیکن پھر بھی دو تین پائنٹس کلیر کرونگا - کل ایک آنریبل ممبر نے ہمارے متعلق کہا کہ یہاں تو کوآپریشن کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں لیکن دیہاتوں میں جا کر کچھ اور پروپگنڈہ کرتے ہیں - اس سلسلہ میں نان ملکی موومنٹ (Non-mulkies Movement) کی جانب بھی اشارہ کیا گیا - مجھے اس سلسلہ میں تھوڑا سا تبصرہ کرنا پڑیگا - حکومت کی

جانب سے بیانات آئے ہیں جن میں کسی پولیٹکل پارٹی یا جماعت پر الزام نہیں لگایا گیا ۔ لیکن اودھر کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ آپ کے بازو بیٹھنے والے صاحب کی صدارت میں اس موومنٹ کو انسپائر (Inspire) کیا گیا ۔ جہاں تک مجھے اور کئی اوس جانب کے ممبروں کو معلوم ہے کہ وہ اس موومنٹ کے بانی مبانیوں میں سے نہیں تھے ۔ اس موومنٹ کے سلسلہ میں یہ ریزنابل (Reasonable) مطالبہ تھا کہ لوکل ٹیالنٹس (Local Talents) کو بھی موقع ملے ۔ لیکن آپ کی حکومت کے آفسروں نے اس کے متعلق جو اندازہ لگایا وہ غلط تھا ۔ اس موومنٹ کا غلط پروپگنڈا کیا گیا اور باہر کے لوگوں کو غلط باور کرایا گیا ۳ اور ۴ سپٹمبر کا واقعہ جو حیدرآباد سٹی میں ہوا وہ ہمیشہ ایک کوئسچن بنا رہیگا ، چاہے ہائی کورٹ کی انکوائری کا فیصلہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ۔ خواہ کسی کو بھی آپ ڈیٹنشن میں رکھیں اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ بڑے بڑے چارجس لگائے گئے اور کئی لوگوں کو جیل بھجوایا گیا ۔ میں بھی اون میں سے ایک ہوں جنہیں ڈیٹنشن میں رکھا گیا ۔

اب میں پولیس بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ اس سلسلہ میں میں آنریبل ہوم منسٹر سے صاف صاف کہونگا کہ بجٹ میں پولیس کے لئے اتنا صرفہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ آپ کے پاس پولیس کی جو جمعیت ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اوس کو پولیس کی جمعیت کہا جائے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں سرویس میں تھا تو یہ بتایا گیا تھا کہ کسی ملک کے اخلاق کو پہچاننے کے دو ذرائع ہیں ، ایک فوجی سپاہی اور دوسرے سیول پولیس ۔ لیکن ہماری پولیس کا کیا حال ہے ؟ میں مثال دیتا ہوں ۔ فائرنگ کے روز میرے بازو مونپا اور شیوکمار لال تھے ۔ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ بری طرح شیور (Shever) کررہے تھے ۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ملیریا کا اٹیاک (Attack) ہوا ہے اور سردی سے کانپ رہے ہیں ۔ کیا یہی ہمارے پولیس آفسرس ہیں ؟ مجھے یہ دیکھکر مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ جس ڈپارٹمنٹ پر آپ اتنی رقم خرچ کررہے ہیں وہ پولیس ڈپارٹمنٹ کہلانے کا مستحق نہیں ۔ صرف خاکی ورد یاں اور تھری ناٹ تھری (۳۰۳) دیکر اسٹوڈنٹس پر گولی چلانے کی ٹریننگ دیجاتی ہے ۔ وہ ٹریننگ بھی برابر نہیں ہے ۔ میں آپ کو ایک انسی ڈنٹ (Incident) بتلاونگا ۔ جب سوامی شردھانند جی کا قتل ہوا قاتل کو سزا دیگئی ۔ لیکن مجسٹریٹ نے غلطی سے لاش کو پبلک کو ہینڈ اوور (Handover) کردیا ۔ ایک لاکھ کا مجمع لاش کو ہتیار کے ساتھ لیکر نکلا ۔ جب پولیس کو یہ غلطی معلوم ہوئی تو وہاں کے افیشیلس (Officials) نے ایک بٹالین کو حکم دیا کہ اوس مجمع سے لاش کو لے آئیں ۔ بٹالین گئی اور ہوا میں دو فائر کئے اور لاش لے لیگئی ۔ لیکن ہمارے یہاں کی پولیس اتنی نا اہل ہے کہ وہ اس کا انتظام نہیں کرسکی ۔ وہ چاہتی تو پہلے روز ہی انتظام کرسکتی تھی ۔ لیکن اون نے تو پبلک کو گولیاں کھانے کی دعوت دی ۔ میں نے فائرنگ کے سلسلہ میں ایک ٹیکنیکل پرسانٹی (Technical Personality) کی حیثیت سے اسٹیٹ منٹ دی ہے ۔

میں آنریبل ہوم منسٹر سے یہ بھی کہونگا کہ دیہاتوں میں لا اینڈ آرڈر (Law and order) کا اڈمنسٹریشن نہیں ہے ۔ آپ کہینگے کہ ہم ہی تو لا اینڈ آرڈر کو بگاڑنے والے ہیں ۔ خیر ہم کو تو چھوڑیئے ۔ ہم کیا کرنے والے ہیں ، آپ کو تو پتہ بھی نہیں چلتا ۔ لیکن جو دیہات میں قتل اور ڈکیتیاں ہوتی ہیں اون کا انتظام کیوں نہیں کیا جاتا ؟ آپ کے لا اینڈ آرڈر کے اڈ منسٹریشن کی بنیاد ہی غلط ہے ۔ سب انسپکٹرس کے رکروٹمنٹ (Recruitment) کو ہی دیکھ لیجئے۔ کس طرح وہاں رکروٹمنٹ کیا جاتا ہے ؟ اگر میں یہ بتاؤں تو آنریبل ممبرس کو برا معلوم ہوگا ۔ ہمارے اڈمنٹریشن کے جو بنیادی آفسرس ہیں اور جہاں سے آفسروں کا درجہ شروع ہوتا ہے وہاں ریکمنڈیشنس (Recommendations) قبول کئے جاتے ہیں ۔۔ کس قسم کے لوگوں کو رکروٹ کیا جاتا ہے وہ خود آپ کے سامنے ہے۔ ان کے رکروٹمنٹ کے سلسلہ میں ہائیٹ (Height) کا معیار رکھا گیا ہ فٹ ہ انچ ۔ لیکن اگر کوئی آنریبل ممبر کی جانب سے سفارش پیش ہوجائے تو ہ فیٹ ۳ انچ کے آدمی کو بھی رکروٹ کرلیا جاتا ہے ۔ آپ اتنی بڑی رقم تو خرچ کرتے ہیں ۔ لیکن اون کے رکروٹمنٹ پر توجہ نہیں دیتے آپ اون کو عوام کی صحیح خدمت کی ٹریننگ دینے کی بجائے لوگوں کے گھروں میں ہتیار رکھ کر انہیں برآمد کرنے کی ٹریننگ دیتے ہیں ۔ اپوزیشن کو دبانے کے لئے پولیس کو ٹریننگ دیجاتی ہے ۔ گرومور فوڈ کیامپین (Grow-more food Campaign) کا نعرہ لگایا جاتا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ دیہات میں ڈیولپمنٹ کا کام کیا جارہا ہے ۔۔ لیکن اگر کوئی وہاں جاکر دیکھے تو معلوم ہوگا کہ کوئی ڈیولپمنٹ نہیں ہے ۔ بلکہ حالت روز بہ روز بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ ٹینکس (Tanks) کی حالت خراب ہے ۔۔ کہا جاتا ہے کہ فیر ویدھر روڈس (Fair Weather road) بنائے گئے ہیں ۔ لیکن وہ روڈس دیہاتیوں کے کی بنڈی کے لئے بنائے ہوئے راستوں سے بھی خراب ہیں ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہئیے نہیں رکھا جاتا ۔ گاؤں کو ڈیولپ (Develop) کرنے کے لئے ہمارے پاس پلاننگ کمیٹیاں ہیں ۔ ہمارے ایک دوست نے فرمایا کہ امریکن ماڈل پر گھر بنانے کا پلان ہے ۔ پلاننگ ڈپارٹمنٹ کی طرف سے ماڈل ہاؤس (Model House) بنانے کا پلان بنایا جاتا ہے ۔ مگر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ لوگوں کی حقیقی ضروریات کیا ہیں ۔ دیہاتیوں کو واقعی کس چیز کی ضرورت ہے ؟ انہیں گھر کی ضرورت ہے ۔ پانی کی تکلیف ہے یا کس چیز کی ضرورت ہے ؟ امریکہ کے پلانس کو یہاں ٹھونسنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ یہ حالت ہے ہمارے پلاننگ ڈپارٹمنٹ کی۔ گورنمنٹ کو ایسی چیزوں کے لئے سرمایہ انوسٹ (Invest) کرنا چاہئیے جو عوام کی ضروریات کی ہیں ۔ تالابوں کی مرمت کی جانی چاہئیے ۔ باؤلیاں کھدوانا چاہئیے ۔ یہ وہ ذرائع ہیں جو ملک کی دولت میں اضافہ کا موجب ہوسکتے ہیں اور ملک کی ضروریات کو پورا کرسکتے ہیں ۔ میں نے اسبارے میں پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی ۔ منسٹر صاحب

بھی کہا ہے کہ اس طریقہ سے فوڈ پرابلم (Food problem) کوحل کیا جاسکتا ہے بہت سے ایسے تالاب ہیں جنکی پچھلے بیس سال سے (جب سے کہ میں نے ہوش سنبھالا ہے) مرمت نہیں ہوئی ہے - بڑے بڑے پراجکٹس بنانے سے پہلے ان کو درست کرنا چاہئے تاکہ پانی جو بیکار ضائع جا رہا ہے اسکو کاشت کے کام میں لایا جاسکے اور ملک کی پیداوار میں اضافہ ہوسکے - مگر اسپر توجہ نہیں کی جاتی بلکہ کمیونیٹی پراجکٹس (Community Projects) اور ہوزنگ اسکیم (Housing Scheme) پر توجہ کی جاتی ہے - باہر سے جو چیزیں آتی ہیں انکو ہم پر ٹھونس کر ان چیزوں کو درست نہیں کیا جاسکتا -

اسکے بعد مجھے ہلتھ ڈپارٹمنٹ کے تعلق سے کچھ کہنا ہے - آنریبل ہلتھ منسٹر تو اب سبکدوش ہوچکے ہیں تا ہم اب بھی ہمیں کوئی خاص توقعات نہیں ہیں - کیونکہ ایک شخص بدل جائے اور اسکی جگہ پر دوسرا اوس پورٹ فولیو (Portfolio) سنبھال لے تو توقعات میں کچھ اضافہ نہیں ہو جاتا - وہ آنریبل منسٹر ڈسٹری بیوٹنگ آف میڈیسنس (Distributing of Medicines) کے بارے میں چیلنج بھی کرتے تھے - لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تعلقوں میں میڈیسنس کی تقسیم کا اکسقدر برا حال ہے - مثال کے طور پر ابراہیم پٹن کے تعلقے کو میں پیش کرسکتا ہوں -

Whatever the Minister in charge replies is supposed to be a correct answer.

یہ مجبوری ہے اگر یہ کرکٹ (Correct) نہیں ہے تو سوچنا پڑیگا -

اڈمنسٹریشن کے بارے میں ہمارے بہت سے دوستوں نے کہا ہے کہ یہ ٹاپ ہیوی (Top Heavy) ہے - فضول عہدوں کو بڑھایا جارہا ہے - اپنے لوگوں کو جائدادیں دینے کیلئے جائدادیں کریئیٹ (Create) کی جارہی ہیں - مثال کے طور پر ریسپشن آفیسر (Reception Officer) کے عہدہ کا ذکر کرونگا - اس پوسٹ کا کیوں اضافہ کیا گیا ؟ یہ نیپوٹیزم (Nepotism) نہیں تو کیا ہے ؟ بڑی تنخواہوں کو کم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ تنخواہیں گورنمنٹ آف انڈیا کے لیول (Level) پر دیجارہی ہیں اور اسمیں کمی کیسے کیجاسکتی ہے - آرمی کا شمار ایسنشیل سرویسس (Essential Services) میں ہوتا ہے - آرمی اسنشیل سرویس میں ہونے کے باوجود انڈیا کے ڈویژن کے بعد انڈین آرمی کی تنخواہوں میں ۲۰ فیصدی کمی کیگئی البتہ سپاہیوں کی تنخواہ میں اضافہ کیا گیا - یہاں جب یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ سکریٹری کی تنخواہ کم کیجائے تو جواباً کہا جاتا ہے کہ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے -

بہت سی باتیں ہیں جن پر اپنے کٹ موشن کی اسپیچ کے وقت روشنی ڈالونگا - نو کانفیڈنس موشن (No Confidence Motion) پر بحث کرتے وقت بھی میں نے

کہا اور چیالنج دیا کہ گگن پہاڑ کی زمین کے سلسلہ میں ایک کمیشن مقرر کیا جائے ۔ آنریبل ممبرس سے بھی میں یہ خواہش کرونگا کہ وہ موقع پر جائیں اور انوسٹی گیٹ (Investigate) کریں کہ گگن پہاڑ کی ان خارج کھاتہ اراضیات کو کسطرح اسپیشل لاؤنی رولس کو نظر انداز کر کے مدھوسودھن راؤ کے حوالہ کردیا گیا ۔ میں یہ ثابت کرسکتا ہوں کہ مدھو سودھن راؤ سے پہلے کی دو درخواستیں ریکارڈ میں موجود ہیں ۔ مال کے آنریبل منسٹر منگائیں اور دیکھیں ۔ جس دن مدھو سودھن راؤ درخواست دیتے ہیں اوسکے پندرہ دن کے اندر حیرت ناك طریقہ پر اس زمین کا ہراج ہوتا ہے ۔ جو چیزیں الایگل (Illegal) ہیں انکو لیگل (Legal) نہیں بنایا جاسکتا ۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ کلکٹر نے ایسی رپورٹ پیش کی ہے ۔ مگر میں کہونگا کہ آپ حکومت میں ہیں اسلئے جوچاہیں کرسکتے ہیں ۔ اب بھی میرا یہ چیالنج ہے کہ اگر امپارشل انکوائیری (Impartial Enquiry) کیجائے تو حقیقی واقعات معلوم ہوسکتے ہیں ۔ معزز ممبرس بھی جا کر خود دیکھ سکتے ہیں ۔ اس جانب کے آنریبل ممبرس تو خیر واقف ہیں ۔ لیکن اوس جانب کے آنریبل ممبرس سے درخواست کرونگا اور خاص کر چیف منسٹر صاحب سے مارلی (Moraly) اپیل کرونگا کہ وہ جائیں اور فیاکٹس اینڈ فیگرس (Facts and figures) دیکھیں ۔ آنریبل چیف منسٹر نے بڑے نازسے اعلان کیا ہے کہ وہ اور بورگل وینکٹ ایشور راؤ اور مدھو سودھن راؤ جوائینٹ فیملی ممبرس (Joint Family Members) ہیں ۔ غور کرنے کی بات ہے کہ آٹھ سال کے بچے کیلئے (۱۱۷) ایکڑ زمین کی ضرورت محسوس کیگئی اور ان ہریجنوں کو نظر انداز کیا گیا جو بجا طور پر اس اراضی کے مستحق تھے ۔ عجلت کے ساتھ ڈھائی سو روپیہ میں پٹہ حاصل کیا جاتا ہے ۔ مجھے اس ھاؤس میں اسکا اظہار کرتے ہوئے بھی شرم معلوم ہوتی ہے ۔ میں نے جن درخواستوں کا حوالہ دیا ہے اگر وہ ریکارڈ میں بتلادوں تو کیا چیف منسٹر ریزائین (Resign) کرنے کیلئے تیار ہیں ؟ اگر تحصیلدار کو اراضی ہراج کرنا مقصود تھا تو انکا فرض تھا کہ وہ نوٹس دیتے کہ فلاں تاریخ فلاں زمین ہراج کیجائیگی ۔ ایسا نہیں کیا گیا بلکہ سازش سے اور مکاری سے ہراج کیا گیا ہے اور اسطرح وہ پٹہ حاصل کیا گیا ہے ۔ میں اس پوائینٹ (Point) کو اسلئے اس ھاؤس کے سامنے رکھ رہا ہوں اور ہر ممبر سے استدعاء کررہا ہوں کہ ان اراضیات کے تعلق سے معلومات حاصل کریں کہ واقعی جس اراضی کا پٹہ مدھو سودھن راؤ کے نام ہوا ہے اسکے مستحق ہریجن تھے یا مدھوسودھن راؤ ۔ آج آپ چونکہ حکومت میں ہیں اسلئے اپنی غلطیوں کو نباھنا چاہتے ہیں اور نباہ رہے ہیں ۔ لیکن یہ چیز زیادہ دن نہیں نبھ سکیگی ۔ کم سے کم پارٹی میٹنگ میں اسکا اظہار کیا جاتا کہ حقیقت کیا ہے، لیکن ایسا بھی نہیں کیا گیا ۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ نیپوٹیزم (Nepotism) پارشیالیٹی (Partiality) اور جی حضوری ۔ یہی آپکے اڈمنسٹریشن کی بنیادی ذہنیت ہے ۔ اسکے باوجود آپ اپنے آپ کو پاپولر (Popular) کہتے ہیں ۔ سچ جی چاہے کہئے ۔

ان حالات کے تحت میں آنریبل ممبرس سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ غیر جانبدارانہ طور پر دیکھیں کہ ہمیں حکومت کس طرف لیجا رہی ہے تاکہ دنیا کے سامنے روشنی اور اندھیرا صاف صاف نظر آئے ۔

لینڈ ریفارمس (Land Reforms) کے تعلق سے ایک کاشتکار کی حیثیت سے مجھے جو کچھ کہنا ہے اوس موقع پر کہونگا جبکہ وہ بل ڈسکشن کے لئے پیش ہوگا ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ قبل اسکے کہ آنریبل ممبر یبل تقریر شروع کریں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر ممبر کو اسپیچ کے لئے پندرہ منٹ کا ٹائیم دیا گیا ہے ۔ اس ٹائیم لمٹ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں تو مناسب ہوگا ۔

شریمتی سنگم لکشمی بائی ۔ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ آج پندرہ منٹ تقریر کی جاتی ہے اور کل پھر پندرہ منٹ ۔

شری ایم ۔ نرسنگ راؤ (کلواکرتی) ۔ جناب اسپیکر صاحب ۔ میں پہلے بجٹ کے ان چند اعداد کو لیتا ہوں جو تختہ میں بتائے گئے ہیں ۔ اس میں سنہ ۵۰ - ۱۹۵۰ع کی آمدنی کا اندازہ (۲۶) کروڑ (۱۳) لاکھ اور سنہ ۵۱ - ۵۲ع کا (۲۹) کروڑ (۸۷) لاکھ اور سنہ ۵۰ - ۵۱ کی حقیقی آمدنی (۲۶) کروڑ (۱۳) لاکھ اور سنہ ۵۱ - ۵۲ کی (۲۷) کروڑ (۹۱) لاکھ ، اور سنہ ۵۳ - ۵۴ کا بجٹ اسٹیمیٹ (۲۸) کروڑ ایک لاکھ بتایا گیا ہے ۔ گذشتہ سال بجٹ اسٹیمیٹ میں اندازہ لگایا گیا تھا کہ ایک کروڑ (۳۰) لاکھ کا نقصان ہوگا ۔ اسکے برخلاف ریوائیزڈ اسٹیمیٹ (Revised estimate) میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ کی فاضل آمدنی کا اندازہ لگایا گیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ بجٹ کے جو فیگرس ہیں وہ اندازے ہوتے ہیں ۔ انکا دارومدار موسموں اور کئی فیاکٹرس (Factors) پر ہوتا ہے ۔ اس میں اندازہ تو ہوسکتا ہے لیکن ایکیچرولس (Actuals) کے مقابلہ میں فرق ضرور ہوگا ۔ یہ اندازہ گذشتہ سال حالی میں لگایا گیا تھا یہ پہلا سال ہے کہ یہاں کا موازنہ کلدار میں پیش ہو رہا ہے ۔ آج سے سو سال پہلے حیدرآباد میں (۱۵) قسم کے سکے رائج تھے ۔ نارائن پیٹھ کا سکہ الگ تھا ۔ گدوال کا سکہ الگ تھا ۔ یہ سکے سنہ ۱۸۵۳ع میں رائج تھے ۔ جب سالار جنگ اول نے جائزہ لیا تو سب سے پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ تمام سکوں کو ختم کرکے ایک سکہ رائج کیا جو حالی کہلاتا ہے ۔ یہ سکہ پورے اسٹیٹ میں چالو کیا گیا اور اسکی قیمت یہ قرار دیگئی کہ (۱۱۶) روپیہ حالی سو روپیہ کلدار کے مساوی تھے ۔ اب یہ حالی سکہ پہلی اپریل سے ختم ہوجائیگا ۔ اور آئی ۔ جی سکہ چالو ہوگا ۔ حیدرآباد کے جو رولس گزرے ہیں انکا ادعا یہ رہا ہے کہ حیدرآباد کی ایک الگ ساورنٹی قایم کی گئی ہے ۔ اس ادعا سے اسکا فلیگ (Flag) اسکا سکہ اور ٹپہ الگ تھا ۔ اب آزادی کے بعد جھنڈا باقی نہیں رہا ۔ فینانشیل انٹی گریشن (Financial Integration) کے بعد ٹپہ اس حکومت کا

سبجکٹ نہیں رہا ۔ ابتک سکہ الگ تھا ۔ وہ بھی فسٹ اپریل سے ختم ہو جائیگا ۔ اس طریقہ سے ہمارے ملک کی جو ایک الگ ساوٗرنٹی تھی وہ ختم ہو جائیگی ۔ در اصل یہ چیزیں فیوڈلزم (Feudalism) کی علامات نہیں جو یکے بعد دیگرے ختم ہوتی جا رہی ہیں ۔ آہستہ آہستہ چینج ہو رہا ہے ۔ آزادی کے بعد جاگیرداری اور زمینداری کا خاتمہ آبالیشن آف جاگیر ایکٹ (Abolition of Jagir Act) کے ذریعہ ہوگیا گذشتہ سشن میں رسوم داری کا خاتمہ ہوا اور اس سشن میں آبالیشن آف انعامس کے لئے بل آئیگا ۔ یعنی ہم اسی فیوڈلزم کے نشانات کو ختم کرنے کے راستے پر جا رہے ہیں ۔ ساتھ ہی لینڈ ریفارمس بھی لائے جا رہے ہیں جس کے ذریعہ بڑی بڑی زمینداریوں کو ختم کیا جائیگا ۔ اور ایکویالٹی (Equality) پر عمل ہوگا ۔ یہ سب چیزیں فیوڈلزم کے خاتمہ کے لئے ہی تو ہیں ۔ اب رہجاتا ہے جاگیر داروں کو دیا جانے والا معاوضہ یا راج پرمکھ کو دیجانے والی رقم ۔ بیشک یہ چیز ضرور ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ اس مسئلہ پر آپ میں اور ہم میں اختلاف رائے ہو ۔ اوس جانب کے بعض دوستوں کا یہ خیال ہوسکتا ہے کہ بغیر معاوضہ کے ان چیزوں کو ختم کیا جائے اور ہوسکتا ہے کہ ادھر کے بعض لوگ یہ مناسب سمجھیں کہ ان رقومات میں کمی کی جائے ۔ نظام کو دیا جانے والا معاوضہ (۵۰) لاکھ کی بجائے ۲۰ لاکھ یا ۱۰ لاکھ کیا جائے ۔ اس قسم کے تصورات ہوسکتے ہیں ۔

سب سے اہم سوال جو راج پرمکھ کے اڈریس پر ڈسکشن کے وقت بھی پیش کیا گیا تھا وہ ریاست کی تقسیم کا سوال ہے ۔ سمجھا جاتا ہے کہ اس طرح ریاست کی تقسیم سے فیوڈلزم کا خاتمہ ہو جائیگا ۔ لیکن میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ریاست کی تقسیم میں کوئی فائدہ کی بات نہیں پاتے ۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس طرح ریاست کی تقسیم کو کسی بہتر نتیجہ پر لیجانے والی نہیں فیوڈلزم کے خاتمہ کے لئے ریاست کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا ضروری نہیں ۔ میرے معزز دوست لیڈر آف دی اپوزیشن نے حیدرآباد پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر کے خطبہ استقبالیہ کو پیش کیا ۔ میں اس موقع پر پنڈت جواہر لال نہرو کے ان جملوں کو دہرانے کی ضرورت سمجھتا ہوں جن میں انہوں نے کہا تھا کہ اس وقت یہ مناسب نہیں کہ ریاست کو لینگویسٹک بیسس (Linguistic Basis) پر تقسیم کیا جائے ۔ اس مسئلہ کو اس وقت تک ملتوی رکھنا چاہئے جب تک کہ آندھرا اسٹیٹ کا تجربہ کامیاب نہو جائے ، وہ مستحکم نہ ہو جائے او وہ کنسالیڈیٹ (Consolidate) نہو جائے ۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ آندھرا اسٹیٹ مضبوط ہوگیا ہے ، اس وقت اس مسئلہ کی جانب قدم اٹھایا جاسکتا ہے ۔ حیدرآباد کا مسئلہ جداگانہ حیثیت رکھتا ہے ۔ میں بھی بحیثیت آندھرا کے ایسی فیلنگ (Feeling) رکھتا ہوں لیکن میں ساتھ ہی ساتھ ہندوستان یا بھارتی بھی ہوں میں آندھرا سے پہلے ہندوستان کے انٹرسٹ کو سامنے رکھونگا اور اگر میں اس طرح غور نہ کروں تو کہیں کا نہ رہونگا سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کو سر دست کیوں ملتوی رکھنا چاہئے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر ہم اس وقت ریاست کو صوبوں میں تقسیم کردیں تو ہمارے جتنے ڈیولپمنٹ پلانس

(Development plans) اس وقت میں وہ سب ردی ہو جائینگے
ویسٹ پیپرباسکٹ (Waste paper basket) کے نذر ہو جائینگے ۔
لوگوں کی توجہ ڈیولپمنٹ کے کاموں سے ہٹ جائینگی ۔ اور عوام تقسم کی الجھنوں میں
میں ہی الجھ جائینگے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آندھرا صوبہ کے لئے کیا ہو رہا ہے ۔
آندھرا والے اپنے کیپیٹل کے لئے مدراس میں کچھ دن رہنا چاہتے ہیں ۔ لیکن ٹاملینس
انہیں ایک دن بھی رہنے کی اجازت نہیں دیتے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنا بوریا بستر باندھکر
یہاں سے فوراً چلتے بنو ۔ اس طرح ان دونوں میں ایک نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے ۔
وہ ایک سنٹ کے لئے اپنی نفرت کے جذبہ کے تحت آندھرا والوں کو اپنے صوبہ میں رکھنا
نہیں چاہتے ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حیدرآباد میں تو ایسی نفرت کی فضاء نہیں ہے ۔
حیدرآباد ایک خاص اکنامک یونٹ (Economic Unit) ہے ۔ اس
یونٹ کے رہنے والے ملکر رہنے کے لئے تیار ہیں ۔ حیدرآباد کے آندھراز مہاراشٹرینس
اور کرناٹکیز ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر زندگی گذارنے کے لئے تیار ہیں ۔
اس سے ظاہر ہے کہ حیدرآباد میں تقسیم کی کوئی ضرورت نہیں ۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ
حیدرآباد میں بھی مدراس کی طرح ان گروپس میں دشمنی اور نفرت پیدا ہو اور وہ بڑھتے
رہے ۔ اور جب کسی مکان کی تقسیم ہو تو یہ سوالات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ یہ کمرہ
کس کو جائیگا وہ کمرہ کس کو جائیگا ۔ صحن کس کے حصہ میں آئیگا ۔ صوبوں کی تقسیم
ہوگی تو کیا اس کے لئے لڑائی ہوتی رہے کہ نارائن پیٹھ کس کو ملیگا ظہیر آباد کس کو
بلاری آندھرا کو ملنا چاہئے یا کسکو لوگوں کی توجہات تمام تر اسی مسئلہ پر لگ
جائینگی ۔ لہذا میں یہ کہونگا کہ سردست تو اس مسئلہ کو ملتوی رکھنا چاہئے
ہمارے پاس اس وقت فائیوایر پلان ہے ۔ فائیوایر پلان کی نسبت چاہے آپ کچھ بھی
کہیں آپ کی نظر میں یہ پلان کاغذ کا ایک پرزہ ہی کیوں نہ ہو لیکن ہم تو اس کو
ایک پلان سمجھتے ہیں ۔ یہ پلان (۲۰۰۰) کروڑ کا ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ اس کے لئے
رقم کہاں ہے جس سے پلان کی تکمیل ہو ۱۹۵۰-۵۱ء میں نیشنل انکم کمیٹی نے
یہ اندازہ لگایا ہے کہ ہندوستان کی سالانہ آمدنی ۹ ہزار کروڑ ہے ۔ یعنی پانچ سال
میں جملہ آمدنی تقریباً (۴۵۰۰۰) کروڑ ہوگی ۔ اس میں سے (۲۰۰۰) کروڑ روپئے ہم
پلان پرخرچ کرنے کا اندازہ رکھتے ہیں ۔ اگر تھوڑی بہت کمی ہو تو اس کے لئے گنجائش
نکالی جاسکتی ہے ۔ لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس پلان کو عملی جامہ پہنانا بالکل
ناممکن ہے ۔ یہ بالکل ممکن چیز ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ دولت کی منصفانہ تقسیم
کا پلان نہیں ہے ۔ ممکن ہے ایسا ہو کہ اس پلان میں دولت کی منصفانہ تقسیم نہ ہو
بیشک یہ دولت کی تقسیم کا پلان نہیں ہے ۔ اسلئے کہ دولت نہیں ہے ۔ سب سے پہلے
تو ہمیں دولت کو بڑھانا ہے ۔ اس کے بعد دولت کی تقسیم کا منصوبہ تیار ہوگا ۔ لیکن
سردست دولت کو بڑھانے کے لئے جو پلان بنایا گیا ہے اس کو عمل میں لانا چاہئے ۔
پہلے یہ دیکھئے کہ پلان کے معنی کیا ہے ۔ پلان کے معنی " پریارٹی " کے ہیں پلان ۔
میں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کس چیز کو پریارٹی دیجانی چاہئے ۔ ہم یہ دیکھتے ہیں

کہ ہمارے حالات کے لحاظ سے اگریکلچر کو اولیت دیجانی چاہئیے یا انڈسٹریز کو
کس کو اس پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے ۔۔ ہمارا ملک زرعی ملک ہے ۔ ۸۰ فیصد
باشندے زراعت پیشہ ہیں ۔۔ لیکن اسکے باوجود ہمارے پاس غذائی اجناس کی کمی ہے ۔
اس لحاظ سے زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے پلان میں اگریکلچر پر زیادہ زور دیا گیا
ہے ۔ ہمارے سامنے پراجکٹس ہیں ۔ اریگیشن (Irrigation) کا سوال ہے۔
تخم کا سوال ہے ۔ ان چیزوں کو پلان میں اہمیت دیگئی ہے ۔ حیدرآباد کے لئے (۵۰)
کروڑ کا پلان ہے جس میں سے ۳۰ کروڑ کی رقم پراجکٹس پر خرچ کی جا رہی ہے ۔ ان
پراجکٹس میں تنگ بھدرا پراجکٹ ہے ۔ گوداوری پراجکٹ ہے ۔ کوئل ساگر، سرلا ساگر
اس قسم کے چند پراجکٹس ہیں لیکن سب سے زیادہ زور تنگبھدرا پر دیا گیا ہے ۔ اسکے
بعد گوداوری مانیر پراجکٹ پر ۔۔ ۵ کروڑ روپیہ ہائیڈرو الکٹرک اسکیم کے لئے ہیں ۔
میں جو فیگرس کوٹ (Quote) کر رہا ہوں وہ پلاننگ کمیشن کی فسٹ
فائیوایر پلان رپورٹ سے ہیں ۔۔ بہر حال پرایرٹی کے اصول کے تحت اگریکلچر پر زیادہ
توجہ دیگئی ہے ۔ سنہ ۱۹۴۴ف میں میں رائیچور گیا تھا اور حال میں بھی مجھے وہاں
جانے کا اتفاق ہوا ۔۔ میں نے دیکھا کہ اب وہاں حالت بہت بدل گئی ہے ۔۔ رائیچور کے
ایک طرف تو تنگبھدرا اور دوسری طرف کرشنا ہونے کے باوجود اور یہ دوآبہ کا علاقہ
ہونے کے باوجود یہ حصہ فیامن زون (Famine zone) سمجھا جاتا
ہے ۔ رائلسیما بلاری ، اڈیا کرنول جیسے قحط کے علاقے وہاں ہیں ۔ ایسی صورت میں
تنگبھدرا کو پرائرٹی دینا لازمی تھا ۔ چنانچہ تنگبھدرا کو پرائرٹی دیگئی ۔ ہمارے دوست
نے کہا کہ چھوٹے چھوٹے مائینر تالابوں کو بھی پرائرٹی دیجانی چاہئیے ۔ اس کے لئے
بھی تو ۳۰ ۔ ۵۰ لاکھ کا موازنہ رکھا گیا ہے ۔ لیکن اہمیت ایسے پراجکٹ کو دیگئی
ہے جس سے فیامن کا خطرہ ختم ہو جائے ۔ رائیچور کے فیامن مسئلہ تنگبھدرا پراجکٹ
سے حل کیا گیا ہے ۔ اس سے ساڑھے چار ہزار ایکر رقبہ تری کاشت کے تحت آئیگا ۔ میں
نے حال ہی میں دیکھا ہے ۔ وہاں ڈیام تیار ہوگیا ہے ۔ اور جون سے اس کا پانی دیا
جاسکے گا ۔ البتہ دوسرے مسائل جو ہیں اون کے متعلق گورنمنٹ کیا سوچ رہی ہے ۔
کہاں کہاں کیانلس (Canals) کھودے جا رہے ہیں ، کتنے ایکر زمین
کو پانی دیا جارہا ہے اور اب تک کیا انتظامات ہوئے یہ تو میں نہیں جانتا ۔ لیکن
جہاں تک اس تنگبھدرا پراجکٹ کا تعلق ہے وہ پورا ہوگیا ۔ تو میں یہ عرض کررہا تھا

(Bell was rung)

پرسوں اسپیکر صاحب نے اپوزیشن پارٹیز کے لیڈرس کے بالمواجہ فرمایا تھا کہ آدھے
گھنٹہ کا موقع دیا جائیگا ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ اتنا وقت پارٹی لیڈرس کے لئے دیا گیا ہے ۔

شری ایم ۔ نرسنگ راؤ ۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

شری هیرے مٹھ ( ) مسٹر اسپیکرسر - قبل اسکے کہ میں پیش شدہ موازنہ پر تبصرہ کروں چند بنیادی اصولوں کے متعلق کچھ عرض کرونگا - وہ یہ هیں کہ گورنمنٹ کے اخراجات کا بھاؤ دیہات سے زیادہ شہر کی طرف ہو رہا ہے - پیش شدہ موازنہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہات سے زیادہ شہر پر خرچ ہو رہا ہے - باپو جی کی همیشه یه رائے رهی که بھارت میں پنچایت کا راج بنا دیا جائے - لیکن ہمارے اس موازنہ سے پتہ چلتا ہے کہ گاؤں پنچایت کے لئے بہت تھوڑی رقم رکھی گئی ہے - حیدرآباد ریاست میں اس وقت تقریباً ایک هزار یا ایک هزار سے زیادہ پنچایتیں قائم هیں - اگر ریونیو کا (۱۰) پرسنٹ بھی اوس کے لئے رکھا جاتا تو (۱۰) لاکھ روپیہ ہوئے - لیکن صرف (۲۲۸۵۷۱) روپیه کی رقم رکھی گئی ہے - مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ پنچایت راج کی طرف مائل نہیں ہے - اسکے علاوہ اگر ہم لوکل بورڈس پر نگاہ ڈالیں تو افسوس کے ساتھ یہ معلوم ہوگا کہ دو فیصد سے بھی کم رقم اس کے لئے رکھی گئی ہے - متصلہ اسٹیٹ بمبئی میں سنہ ۵۳-۵۲ع کے لئے پنچایت بورڈس کے لئے (۸۷) لاکھ روپیہ رکھے گئے تھے - اس کے لئے مزید رقم کی گنجائش فراہم کی جا رہی ہے - گویا لوکل بورڈس کے لئے بمبئی میں ۱۰ فیصد رکھا گیا ہے - اسی طرح اتر پردیش میں (۴۷ء۸) فیصد اور مدھیہ پردیش میں (۸ء۱۰) فیصد رکھا گیا ہے - لیکن ہمارے موازنہ میں ۲ فیصد سے بھی کم رکھا گیا ہے - یہ قابل غور بات ہے کہ اتنا کم کیوں رکھا گیا - دیہاتوں میں سڑکیں بنانے ، کنویں کھودنے کے لئے اور زراعتی مزدوروں کے لئے کچھ نہیں کیا گیا ہے - مجھے تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ چونکہ زرعی مزدوروں میں کوئی تنظیم نہیں ہے اس لئے گورنمنٹ اون سے نہیں ڈرتی ہے - مٹھی بھر صنعتی مزدوروں کے لئے تو (۴۰) لاکھ روپیہ خرچ کئے جا رہے هیں - (میرا منشاء یہ نہیں کہ صنعتی مزدوروں کو محروم ہی رکھا جائے - لیکن میرا یہ کہنا ہے کہ جن کے خون سے ٹینکس بھرے جاتے هیں اون غریبوں کے لئے بھی تو کرنا چاهئے صنعتی مزدوروں کے لئے (۴۰) لاکھ روپیہ رکھے گئے هیں - لیکن اضلاع کے زراعتی مزدوروں کے لئے جن کے پاس نہ گھر ور نہ رہنے کے لئے جھونپڑی ہے کوئی توجہ نہیں کی گئی - اگر یہ لوگ بھی منظم حالت میں ہوتے (ممکن ہے آج کل میں وہ لوگ بھی منظم ہو جائینگے) تو ممکن تھا کہ گورنمنٹ اون کی جانب بھی دھیان دیتی - دیہات میں تعلیم کے سلسلہ میں حکومت نے جو توجہ کی ہے میں اوس کے لئے حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں - لیکن یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ صوبائی زبان کی ترقی کے لئے گورنمنٹ نے جو اسٹپس (Steps) لئے دیں اون میں او ترقی کی ضرورت ہے - دیہاتوں میں اس امر کی ضرورت ہے کہ مدارس میں وہاں کی مقامی زبان جاننے والے مدرسین کو رکھا جائے - لیکن ایک مقام کی زبان جاننے والے مدرس کو دوسرے مقام پر رکھا جاتا ہے اور اسکی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مدرسین کی قلت ہے - میرا اس سلسلہ میں یہ سجیشن ہے کہ جس طرح بمبئی میں ورناکولر فائنل کے امتحان کے لئے

کالج قائم کئے گئے ہیں اسی طرح ہمارے اسٹیٹ میں بھی ہر جگہ مثلاً گلبرگہ ، ناندیڑ ورنگل میں صوبائی ورنا کولر لینگویجس کے امتحانات قائم کئے جاکر مڈ وائف کو ٹریننگ دیجائے اور اون کو دیہاتوں میں بھیجا جائے تو امید ہے کہ ان سے صحیح فائدے حاصل ہونگے ۔

دیہاتوں میں صحت عامہ کی طرف گورنمنٹ نے کافی توجہ نہیں کی ۔ بھور کمیٹی کی رپورٹ میں بھی جو کہا گیا ہے اوس پر عمل نہیں کیا گیا ۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ اس طرف کوئی خیال نہیں کیا جا رہا ہے ۔ یہ قومی اور عوامی گورنمنٹ ہے ۔ لیکن یہ گورنمنٹ ہر بات میں ویسٹرن کنٹریز (Western Countries) امریکہ ، روس وغیرہ کی طرف دیکھتی ہے ۔ شہروں میں ہمارے فیشن ایبل بھائی بہنوں کے لئے کئی ہاسپٹلس ہیں ۔ شہروں میں تو ضرور رہنے دئے جائیں ، لیکن کہنے کا منشا یہ ہے کہ کروڑہا روپیہ ویسٹرن ٹائپ ہاسپٹلس پر کیوں خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ وہاں باہر کی ادویات پر اتنا روپیہ کیوں خرچ کیا جا رہا ہے ؟ ہمارے پاس دیہاتوں اور جنگلوں کے کونے کونے میں جڑی بوٹیوں کی دولت پڑی ہوئی ہے ۔ آخر ہمارے عوامی وزراء اس کے متعلق بھی کیوں نہیں سوچتے ؟ در اصل اون کو سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا ۔ اور آج کل تو حکومتی پارٹی کچھ ایسے معاملوں میں مشغول ہے کہ ایسی چیزوں کی طرف دھیان دینے کی نوبت ہی نہیں آتی ۔ مجھے تو اون کی حالت دیکھکر ایک قصہ یاد آتا ہے کہ کسی زمانہ میں دو آدمی تھے دشٹ بدھی اور مہتوا کانکشی ۔ وہ دولت میں ایک دوسرے سے بغیر محنت کئے بڑھ جانا چاہتے تھے ۔ ہر وقت کیلاش (دلی) کی طرف دیکھتے تھے ۔ میرا مطلب ہے ہمالیہ کی طرف دیکھتے رہتے تھے ۔ ایک دن ایشور نے اون سے کہا کہ جو کوئی پہلے کچھ مانگےگا میں اوس کا ڈبل بعد میں مانگنے والے کو دونگا ۔ اب دونوں میں جھگڑا ہوا کہ کون پہلے پوچھے ۔ دشٹ بدھی نے سوچا اگر میں پہلے مانگوں مہتوا کانکشی ڈبل مانگ لیگا ۔ مہتوا کانکشی نے سوچا ، اگر میں پہلے مانگوں تو دشٹ بدھی ڈبل مانگ لیگا ۔ آخر دشٹ بدھی نے کچھ سوچ کر ایشور سے کہا کہ ایشور میری ایک آنکھ نکال دے ۔ اوس کا منشاء تھا کہ دوسرے مانگنے والے کی دونوں آنکھیں چلی جائیں ۔ اسی طرح ہماری گورنمنٹ کے لوگ بھی سوچ رہے ہیں ۔ ایورویدک کی دولت ہر گاؤں میں پڑی ہوئی ہے ۔ لیکن موازنہ میں اسکی ترقی کے لئے کوئی مد نہیں ۔ ہے بھی تو بہت تھوڑی ۔ کروڑہا روپیہ باہر کی ادویات پر خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ لیکن دیہاتوں میں غریب زرعی اور دیگر مزدوروں کے لئے کوئی دوا نہیں ملتی ۔ ہمارے موازنہ میں نیلوفر ہاسپٹل کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے ۔ حیدرآباد میں اپنے ہاسپٹلس ہونے کے باوجود کیوں اس کے لئے اتنی رقم رکھی گئی ہے ۔ کیوں یہ رقم بھی دیہاتی خون کے ٹیکس سے حاصل کی جاتی ہے ، کیوں نہیں نظام اور بڑے بڑے ساہوکاروں سے حاصل نہیں کی جاتی ؟ اس سلسلہ میں میں یہی کہونگا کہ اگر آیورویدک کے لئے بھی کافی رقم خرچ کی جاتی تو بہتر تھا ۔

نیو لینڈ ریفارمس (New Land Reforms) کے سلسلہ میں مواد جمع کرنے کے لئے (۸) لاکھ روپیہ کی رقم کا ایک سا رکھا گیا ھے ۔ میں پوچھتا ھوں کہ کیا آج کل حکومت بغیر مواد کے کام کررھی ھے ؟ کیا یہ مواد کلکٹرس ، تحصیلداروں اور پٹوایوں میں موجود نہیں رھتا ؟ ہر سال پیمائش کیجاتی ھے اور ہر سال پہانیوں میں اندراج ھوتا ھے ۔ کمیشن جو اس سلسلہ میں قائم کیا جانے والا ھے وہ آخر کیا کریگا ۔ یہی کریگا کہ کلکٹرس اور تحصیلداروں کے اس پہنچ کر ریکارڈ حاصل کریگا ۔ دیہات کے وزیراعظم جو پٹیل پٹواری ھوتے ھیں اون سے مواد حاصل کریگا ۔ پھر کیوں اس مد کے لئے ۸ لاکھ روپیہ رکھے گئے ھیں ؟ وھاں دیہات میں پٹیل پٹواری تین تین رجسٹر رکھتے ھیں ۔ ایک اپنے لئے ۔ ایک دوسروں کو بتانے کیلئے اور ایک تحصیل میں بھیجنے کے لئے ۔ وھیں سے یہ کمیشن بھی مواد حاصل کریگا .. ایک طرف تو دفاتر میں ریٹرنچمنٹ(Retrench-ment) ھورھا ھے ۔غریب اھلکاروں اور چپراسیوں کو نکالا جارھا ھے ۔ اور دوسری طرف اس قسم کے عہدہ داروں کو مامور کیا جارھا ھے .. ھزاروں بکریوں کو قربان کرنے کی بجائے کیوں نہیں آپ کسی ایک معتمد کو تخفیف کردیتے ،

بھاشا واری پرانتوں کے متعلق آنریبل چیف منسٹر اور ٹریژری بنچس کے دوسرے آنریبل ممبروں نے فرمایا کہ جب آندھرا اسٹیٹ اسٹیبل (Stable) ھوجائیگا تو دوسرے پرانت بنائے جائینگے ۔ جب آندھرا پرانت اسٹیبل ھوجائیگا تو حیدرآباد کو ڈسٹریبوٹ (Distribute) کیا جائیگا ۔ یہ تو وھی قصہ کے دیوانہ پن چھٹیگا گوشادی ھوگی اور شادی ھوگی تو دیوانہ پن چھٹیگا کہ جب تک آندھرا اسٹیٹ اسٹیبل میں ھوگا حیدرآباد کو ڈسٹری بیوٹ نہیں کیا جائیگا اور جب تک حیدرآباد ڈسٹری بیوٹ نہیں ھوگا آندھرا اسٹیٹ نہیں ھوگا ۔ اس سے تو یہی بہتر تھا کہ اس کے متعلق بالکلیہ انکار کردیا ھوتا ۔ بہ ہر حال ان معاملات کی طرف حکومت کو توجہ کرنی چاھئے ۔ اتنا کہتے ھوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ھوں ۔

شری مخدوم محی الدین (حضور نگر) مسٹر اسپیکر سر ۔ موازنہ کے سلسلہ میں مجھے اوس کے جزئیات پر تفصیل سے غور کرنے کا موقع نہیں کیونکہ وقت بہت محدود ھے ۔ اسلئے میں صرف اس کے چند پہلووں کو سامنے لانا چاھتا ھوں ۔ میں موازنہ کے خاص طور پر ایک بھیانک پہلو کو سامنے لانا چاھتا ھوں ۔ اس موازنہ سے اگر ہم اپنے لیابلیٹیز(Liablities) ڈیٹس (Debts) اور ریزروس (Reserves) کا کچھ اندازہ لگائیں تو معلوم ھوگا کہ یہ موازنہ ایک دیوالیہ ، ایک بینکرپٹ ریاست کا موازنہ ھے ۔ بینکرپٹ اس معنی میں کہ حیدرآباد اسٹیٹ کے اب تک جو ریزروس تھے اور ان کی جو قدر تھی وہ اب بہت کم ھوگئی ھے مجھے علم نہیں ھے کہ اس سے پہلے کیا رزرو تھا ۔ لیکن تھا ضرور ۔ اب جو حساب بتایا گیا ھے اس سے معلوم ھوتا ھے کہ (۳۲) کروڑ رزرو ھے جسمیں سے ۲۳ کروڑ ۹۳ لاکھ سیکیوریٹیز (Securities) کی شکل میں ھے اور (۱۸) کروڑ (۷) لاکھ کیاش کی شکل میں ھے لیکن نہیں معلوم کہ یہ بڑی مقدار جو سیکیوریٹیز کی شکل

میں ہے اوسکی مارکٹ ویالیو (Market value) کیا ہے اگر ہم بازار کے
بھاؤ سے اسکی قدر کا اندازہ لگائیں تو معلوم ہوگا کہ اسکی قدر کتنی رہجاتی ہے مالیت (۲۳)
کروڑ رہتی ہے یا گھٹ جاتی ہے اور کیاش کی صورت میں جو (۱۸) کروڑ بنائے گئے ہیں
اوسکی صورت کیا ہے؟ دوسرے ہی صفحہ پر کہا گیا ہے کہ سیول سپلائیز (Civil Supplies)
کو قرضہ دیا گیا ہے مقامی صنعتوں کیلئے چار کروڑ دئے گئے ہیں اور تقاوی کیلئے کچھ
خرچ کیا گیا ہے اب جو محفوظ ہے وہ صرف دو کروڑ ہے اس طرح ٹوٹل کیا جائے تو (۱۹)
کروڑ (۶۵) لاکھ ہوتے ہیں پہلے تو یہ کہ میزان ہی غلط ہے ، دوسرے یہ کہ کیاش
رزرو (Cash Reserve) کو ہم واپس نہیں لے سکتے اس لحاظ سے ریوینیو کے
علاوہ رزرو کی مضبوطی کسی ملک کے دھار کا پتہ دیتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر
مد محفوظ بالکل خالی ہوتا جارہا ہے اس لحاظ سے ایک دیوالیہ پن ہمارے رزرو میں نظر
آرہا ہے دن بدن ایک قسم کی تاریکی کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے دوسرا دیوالیہ پن کا
نشان ہمارا قرضہ ہے جو (۵۳) کروڑ کے قریب ہے اس میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے
ایک طرف تو مد محفوظ خالی ہورہی ہے اور دوسری طرف ہمارے قرض میں اضافہ ہوتا جارہا
ہے اسکے معنی یہ ہوئے کہ بحیثیت مجموعی ایک قسم کا دیوالیہ پن ہمارے سامنے نظر
آرہا ہے اگر اسکو نہ روکا گیا تو حالات خطرناک صورت اختیار کرینگے اس سلسلہ میں
مرکزی حکومت پر بھی مجھے تنقید کرنی ہے ، اسلئے کہ ہمارے جو مالی وسائل ہیں انکو
بڑھانے کا ذرائع سیٹھ نے ہم سے لے لئے ہیں - جیسے کہ ریلوے ، ٹیکس اور دوسری چیزیں ،
انکو بڑھانے کا موقع اب سنٹر نے حاصل کرلیا ہے - جو رقومات یہاں کے عوام کی فلاح و
بہبود پر خرچ کیجانی چاہئیں وہ نہیں کیجاتی ہیں بلکہ مرکزی حکومت اپنے بجٹ کا آدھا
حصہ فوج پر خرچ کرتی ہے - یہ پیسہ جو خرچ ہورہا ہے فوج میں گولی بارود پر صرف
ہورہا ہے - اس وجہ سے یہاں کے رزرو کو نقصان اٹھانا پڑرہا ہے - اسکے باوجود ہمارے
رزرو کی جو حالت ہے وہ بھیانک شکل ہمارے سامنے لائی جارہی ہے - اسکے تدارک کی اگر
ابھی سے کوشش نہ کیگئی تو اسکے جو برے نتائج ہونگے انکا ہمیں سامنا کرنا پڑیگا -
عوام کے فوری ضروریات کی تکمیل پہلے ہونی چاہئے جو نہیں ہورہی ہے -

فائیو ایر پلان (Five-Year Plan) کیلئے کچھ رقومات مختص کیگئی
ہیں - وہ پلان کس حد تک ہندوستان کے عوام کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اس پر غور
نہیں کیا گیا - کم ازکم میں اس سے مطمئن نہیں ہوں - حیدرآباد میں جو کچھ ہونے
والا ہے میں اس سے بھی مطمئن نہیں ہوں - صنعتیں آگے نہیں بڑھ رہی ہیں - بنیادی
طور پر لوگوں کی قوت خرید گھٹ رہی ہے - وہی جاگیر شاہی ہے جسکو ختم کرنے کی
ضرورت ہے - حکومت کی جانب سے صرف مرہم پٹی کی کوشش کیجارہی ہے - یہ میری
رائے ہے کہ اسکا برا نتیجہ نکلنے والا ہے جو کوئی کنسٹرکشن کا کام ہوگا ہم اسکی تائید
کرینگے - لیکن میں کہونگا کہ جو موازنہ پیش کیا گیا ہے وہ عوام کا موازنہ نہیں ہے

جتنے بھی رقومات رکھے گئے ہیں وہ عوام کی فوری ضروریات کی تکمیل نہیں کرتے ہیں ۔ عوام کو خوشحالی کے راستے پر لانے والی نہیں ہیں ۔ کسانوں اور مزدوروں کیلئے سودمند نہیں ہیں ۔ درمیانی طبقے کی مشکلات کو دور کرنے والی نہیں ہیں ۔ کارخانہ داروں کی صنعتی ترقی کیلئے جو پالیسی ہونی چاہئے وہ اسمیں نہیں ہے ۔ یہ صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ عوامی پالیسی کی جھلک اس موازنہ میں نہیں ہے ۔ عوام کی بھلائی کیلئے جو امیجئیٹ رلیف (Immediate Relief) انہیں ملنی چاہئے وہ اس میں مفقود ہے ۔ یہ موازنہ کے دیوالیہ پن کا کھلا ثبوت ہے اور اسوقت کی برسراقتدار جماعت کے دیوالیہ پن کا بھی ثبوت ہے ۔ دوسری بات مجھے اس سلسلہ میں یہ عرض کرنی ہے کہ پہلی اپریل سے ہماری کرنسی یا سکہ بدل رہا ہے ۔ عثمانیہ سکہ کی بجائے آئی ۔ جی سکہ رائج ہوجائیگا ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ ایک اچھا قدم ہے ۔ ہندوستان کے مارکٹ اور صنعتی خوشحالی میں ایک قسم کی یگانگت پیدا ہوسکتی ہے ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ حکومت کا یہ قدم ایک مناسب قدم ہے ۔ لیکن کچھ زمانے تک عوام کے ایک خاص طبقے کو دشواریوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑیگا ۔ خاص طور پر ملازمین سرکار اور مزدوروں کو کچھ عرصہ تک پریشانی کا سامنا کرنا ہوگا ۔ تاوقتیکہ قیمتیں ایک سطح پر نہ آجائیں اور وہ مستقل شکل نہ اختیار کرلیں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا ۔ اسلئے حکومت سے اور خاص طور پر آنریبل فینانس منسٹر سے ہماری یہ مانگ ہے کہ وہ اس مسئلہ پر پھر سے غور کریں ۔ مزدوروں کی جتنی یونینس ہیں جتنی انجمنیں ہیں خواہ وہ کانگریس سے تعلق رکھتی ہوں یا کمیونسٹ پارٹی سے یا سوشلسٹ پارٹی سے یا مزدورسنگھ ہوں انہوں نے متفقہ طور پر یہ مانگ کی ہے کہ حالی سکہ میں جتنی تنخواہ دیجاتی ہے وہی تنخواہ سکہ کلدار میں ملنی چاہئے ۔ مزدورسنگھ نے درخواست کی ہے کہ تین سو تک تنخواہ پانے والوں کو جسقدر تنخواہ حالی میں ملتی ہے اوسیقدر کلدار میں دیجانی چاہئے ۔ کیونکہ جب قیمتیں بڑھیگی تو اوسوقت جو تھوک بیوپاری ہیں وہ کلدار کے حساب سے ہی قیمتوں کا تعین کرینگے اور چھوٹے بیوپاری اور معمولی دھندے والے اس سے مصیبت میں مبتلا ہوجائینگے اسلئے ہمارا یہ سجیشن (Suggestion) ہے کہ دیڑھ سو تک تنخواہ یامزدوری پانے والوں کو اب جس قدر حالی سکے میں تنخواہ یا مزدوری ملتی ہے اتنی ہی سکہ کلدار میں دیجانی چاہئے تاوقتیکہ قیمتیں ایک سطح پر نہ آجائیں ۔ قیمتوں کے بارے میں ماہرین کا یہ اندازہ ہے کہ سو فیصد تک نہیں بڑھینگی اور نہ ہی (۸-۱۰-۱۶) کے حساب سے بڑھینگی بلکہ قیمتوں کے اضافے کا تناسب (۱۰) فیصد ہوگا ۔ تو اس لحاظ سے میرا یہ سجیشن ہے کہ دیڑھسو تک تنخواہ پانے والے مزدوروں و ملازمین کو (۱۰) فیصد کے حساب سے انکریمنٹ (Increment) ملنا چاہئے ۔ جو لوگ پہلے سے کلدار میں تنخواہ پاتے ہیں انکی طرف سے بھی مطالبہ کیا جارہا ہے کہ عارضی طور پر (۱۰) فیصد کا اضافہ بطور بھتہ کیا جائے ۔ یہ ایک ایسا ارجنٹ (Urgent) سوال ہے جسکا حل کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ دھندے والے ، مزدور سب ہی اس کی وجہ سے پریشان ہیں ۔ حکومت نے جس پالیسی کا اعلان کیا ہے وہ اطمینان بخش نہیں ہے ۔ وہ نیگیٹیو پالیسی (Negative Policy) ہے ۔

کہا یہ گیا ھے کہ جو تنخواہ حالی میں دی جاتی تھی اب کلدار میں بٹاون کاٹکر دیجا ئیگی۔ میرا خیال ھے کہ اس سلسلہ میں مزدور جد و جہد کرینگے ۔ اس جد وجہد کا آپکی حکومت کو سامنا کرنا پڑیگا جب تک کہ آپ ٹھیک طور پر اس مسئلہ کو نہیں سلجھا ئینگے ۔ میں حکومت کو ڈرانے کی بات نہیں کررھا ھوں ۔ کتہ گوڑم سے اطلاع آئی ھے کہ وھاں بھی یہی مطالبہ ھورھا ھے ۔ صرف کتہ گوڑم ھی میں نہیں بلکہ جہاں جہاں مزدور ھیں یہی مطالبہ کررھے ھیں بلکہ سیول اور ملٹری بھی اس سے متاثر ھیں ۔ عوام کو مطمئن کرنے کی ضرورت ھے ۔

دوسری چیز مجھے یہ عرض کرنی ھے اور بالخصوص ھوم منسٹر سے یہ کہنا چاھتا ھوں کہ لا اینڈ آرڈر (Law and order) پر جو کروڑوں روپے صرف کئے جارھے ھیں اسکے باوجود دیہات میں لا اینڈ آرڈر جسطرح ھونا چاھئے نہیں ھے ۔ کمیونسٹ پارٹی نے جب سے ھتیار کی لڑائی بند کردی ھے اسکے بعد سے میرا خیال یہ ھے کہ حکومت حیدرآباد کے مزاج میں اور اسکی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ھے بلکہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاکر کمیونسٹ پارٹی پر نئے طریقے سے ظلم ڈھانے کی کوشش کیجارھی ھے ۔ ایک طرف تو یہ کوشش پولس کی طرف سے کیجارھی ھے اور دوسری طرف افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ھے کہ یہ کوشش کانگریس کی طرف سے کیجارھی ھے ۔ دیہاتوں میں جائیے تو معلوم ھوگا کہ کس طرح لوگ غنڈہ گردی پر اتر آتے ھیں ۔ وھاں کسانوں کو ڈراتے ھیں ۔ عورتوں کی بےعزتی کرتے ھیں ۔ کسان سبھا کے کارکنوں کو مار پیٹ کیجاتی ھے ۔ حضور نگر کے تعلق سے میں بہت ساری تفصیلات دیسکتا ھوں ۔ میں نے انریبل ھوم منسٹر کو اس بارے میں ایک میمورنڈم (Memorandum) بھی دیا ھے ۔ ایک ڈپوٹیشن (Deputation) بھی انکے پاس گیا تھا ۔ لیکن اسکا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا ۔ وھاں کے مقامی کلکٹر صاحب اور ڈی وائی ۔ ایس ڈی پی کو درخواستیں دیگئی ھیں ۔ لیکن اس سلسلہ میں وہ بھی حکومت کی اور آنریبل ھوم منسٹر کی پالیسی کو پورا کرنا چاھتے ھیں ۔ صاف صاف طور پر اس پالیسی کا اظہار کرنا چاھئے کہ یا برسراقتدار جماعت باقاعدہ طور پر کام کرنے کی اجازت دیتی ھے یا نہیں ۔ جو لوگ غنڈہ گردی کرتے ھیں اون پر برائے نام کیسس چلائے جاتے ھیں ۔ آج یہ ھورھا ھے کہ کئی لوگوں کو بلاوجہ عدالتوں میں بلایا جاتا ھے ۔ کسی نہ کسی بہانے سے غنڈہ گردی کی جاتی ھے ۔ لوگوں پر جھوٹے کیسس لگائے جاتے ھیں ۔ لوگوں کو پیٹا جاتا ھے ۔ اور جو لوگ لاٹھیاں کھاتے ھیں ان پر کیسس چلائے جاتے ھیں اور جو مارنے والے ھیں ان کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ھے ۔ میں خاص طور پر نلگنڈہ اور چوٹے ملی کے واقعات یہاں پیش کرتا ھوں ۔ ایسے پانچ چھ مواضعات ھیں جہاں ریگن آف ٹیرر (Reign of Terror) ھے ۔ لا اینڈ آرڈر قائم نہیں ھے ۔ وھاں یہ لوگ کسی وقت بھی عورتوں کو برھنہ کرسکتے ھیں ۔ انکی ساڑیاں کھینچ سکتے ھیں ۔ لوگوں کے ساتھ اس قسم کی دشمنی بڑتا جاتا ھے ۔ وھاں پر ۔ ڈی ۔ ایف اور کمیونسٹ پارٹی کے ھمدردوں کو اس طرح گڑا دھمکاکر مار پیٹ کیجاتی ھے ۔ وھاں کے

شکست خوردہ کانگریسی غنڈہ گردی کے لیڈر بنے ہوئے ہیں ۔ پرسوں ہی ۲۲ ۔ تاریخ کو حضور نگر میں شہیدوں کا دن منایا جارہا تھا ۔ شبو ریڈی کا دن منایا جارہا تھا جو رضاکاروں کے خلاف لڑ کر شہید ہوئے تھے ۔ چار پانچ ہزار کا جلوس تھا ۔ اس کے مقابلہ میں ۱۳-۱۵ کانگریسی گوپ شیو ریڈی کی سرکردگی غنڈہ گردی کرنے لگے ۔ اور کمیونسٹ پارٹی کے خلاف دئے ہوئے نعرے لگانے لگے ۔ ”مخدوم گو بیاک ،، اسمبلی سے استعفی دیدو ،، کے نعرے لگائے ۔ ہر موڑ پر اور ہر جگہ پولس کے سہارے لیکر مجھے گالیاں دیکر مشتعل کرنے کی کوشش کرتے رہے ۔ اگر اس وقت ہم لوگ وہاں موجود ہوتے تو یقیناً مجمع مشتعل ہوجاتا ۔ اگر مجمع کا ایک ایک شخص ان لوگوں پر تھوک بھی دیتا تو یہ بہجاتے ۔ وہ لوگ اس طرح کی غنڈہ گردی محض اسلئے کررہے تھے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ایک طرف تو انکے پیچھے پولس ہے اور دوسرے یہ کہ وہ لوگ کانگریس پارٹی کی طرف سے تھے ۔ گوپ شیو ریڈی حضور نگر کی تعلقہ کانگریس کمیٹی کے سکریٹری ہیں ۔ جو پتھر پھینکے گئے ان سے بچا کا سر پھٹ گیا جنہیں ہسپتال پہنچایا گیا ۔ ان کے خون آلود کپڑے ہیں ۔ خون مجھ پر بھی گرا ۔ اور میں یہ کپڑے ہاؤس کے سامنے پیش کرسکتا ہوں ۔ ہم کلکٹر اور ڈی وائی ۔ یس ۔ پی سے کہتے ہیں ۔ لیکن کوئی مناسب کاروائی نہیں ہوتی ۔ ڈی وئی ۔ ایس ۔ پی نے کچھ معمولی انتظام ضرور کیا ۔ ہم سے سوالات کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انکا جواب دینے پر جلسہ کی اجازت دیجائیگی ۔ اس قسم کی شرانگیز باتیں کئی جگہ ہورہی ہیں ۔ میں خاص طور پر ہوم منسٹر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس بارے میں کیا کیا ؟ انکے پاس میمورینڈم پیش کیا گیا ۔ ان سے ملاقات کی گئیں ۔ ڈیپوٹیشنس پیش ہوئے ۔ لیکن وہ ہمیشہ بے بسی کا اظہار کرتے ہیں اور رپورٹ منگواتے ہیں ۔ رپورٹ دینے والے کون ہوتے ہیں اور کسطرح رپورٹ پیش ہوتی ہے ، معلوم نہیں ہوتا ۔ اگر اسی لا اینڈ آرڈر کیلئے تین چار کروڑ روپیے طلب کئے جارہے ہیں تو میں کہونگا کہ یہ رقم لا اینڈ آرڈر کیلئے نہیں لیجارہی ہے بلکہ بدامنی کیلئے یہ رقم لیجارہی ہے ۔ اسلئے میں ہاوس سے عرض کرونگا کہ اس پر وہ غور کرے ۔ حکومت ان باتوں پر غور کرے ۔ اور اپنی پالیسی کا اعلان کرے کہ آخر وہ کیا چاہتی ہے ۔ ہم نہیں چاہتے کہ بدامنی پھیلے اور خانہ جنگی ہو ۔ لیکن آپ ہی ملک کو خانہ جنگی کی طرف لیجانا چاہتے ہیں ۔ ہم امن و امان چاہتے ہیں ۔ لا اینڈ آرڈر چاہتے ہیں ۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خواہ کسی پارٹی کا آدمی ہو اگر جرم کرے تو اسکو سزا دیجانی چاہئے ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ خاص طور پر حضور نگر میں جو واقعات ہورہے ہیں انکے بارے میں کیا کیا جارہا ہے اس جانب توجہ دیجائے ۔

श्री. भगवंतराव गाढे (अंबड) :—स्पीकर सर, सभा के सामने जो मवाजना पेश हुआ है अुस पर दो रोज से मुख्तलिफ पार्टी के मेंबरान की जानिब से मुख्तलिफ तकरीरें हुअी हैं। कब्ल अिसके कि मैं अपने तफसीलात अिस सिलसिले में अर्ज करूं चंद बातों की तरफ हाअुस की तवजेह दिलाना जरूरी समझता हूं अिस बजट के ताल्लुक से मुख्तलिफ पार्टी की जानिब से जो अेतराजात और जो तनखीदें हुअीं अुनको जहां तक मैंने समझने की कोशिश की वे दो तरह की हैं। अेक तो अिस बजट के

सिलसिले मे अैसी बातें कही गअीं जो मै समझता हूं कि अिस असेंब्ली मे तो क्या बाहर भी पब्लिक के सामने न कही जायें। मुमकिन है अुन्होंने अपनी पार्टी प्रोपगंडा के लिये अैसी चीजें कही हों। क्योंकि मैं समझता हूं कि यहां के सब आनरेबल मेंबर्स अिससे वाकिफ है कि हम अुस कान्स्टीटयूशन के तहत यहां चुनकर आये हैं जिसे हमने मान लिया है और जिसका अमल करने की हमने यहां कसम खाअी है। यहां पर अैसी चीजें बयान करना जो कान्स्टीटयूशन के बाहर हैं या अिस हाअुस या यहां की हुकूमत के अेकतेदारात के बार है मै नही समझता कि ठीक है। मिसाल के तौर पर यहां पर राजप्रमुख के सिलसिले मे बहुत कहा गया है, बातें तो निचली सतह से की गअीं है। मैं अैवान को यकीन दिलाना चाहता हूं कि अिस पार्टी की जानिब से जो लोग आये है वे कोअी खास हमदर्दी या तालुकात यहां के निजाम की खानदान से या यहां जो साबेका रूलर्स थे अुनसे नही रखते हैं। किस हैसीयत से वे यहां मौजूद हैं और अुनकी अिन्स्टीटयूशन क्या है और कान्स्टीटयूशन की नुकतेनजर क्या है ये सब चीजें अब तक हाअुस के सामने रखी जा चुकी हैं। ये तमाम चीजें जानते हुअे भी मुखालिफ पार्टी अेक फिजा पैदा करने की कोशिश की जा रही है कि जो रूलिंग पार्टी है वह अेक साबिका हुकूमत की तरह बरतने की कोशिश करती है। अिस किसम के अिल्जामात सही नहीं हो सकते और न अिनसे कअी गलतफहमी पैदा करने की कोशिश भी करें तो पैदा हो सकती है। मुख्तलिफ मसायल हैं। जो पार्टी यहां हुक्म्रांन है अुसके सामने ये मसायल है। अव्वाम की जानिब से हमको मुख्तलिफ चीजें हल करनी हैं। लेकिन जब हम अमली नुक्तेनजर से अिन मसायल की तरफ देखते है। और अुसका हल ढूंडते हैं तो हर मिसल के लिये हमको यह तय करना पडता है कि अुसको कौनसे मुकाम पर करना चाहिये और किस वक्त अुसको हल करना चाहिये। ये दो चीजें अैसी हैं जिनके लिये मवाजिने पर गौर करते हुअे हमेशा खियाल मे रखना जरूरी है। मुखालिफ पार्टी की तरफ से बहुत कुछ कहा गया है। अुसके जियादा तफसीलात् मे न जाते हुअे जो मवाजना हमारे सामने पेश है अुसकी तरफ मै अैवान की तवजेह दिलाना चाहता हूं। गुजश्ता साल अिस मवाजने के ताल्लुक से बहुत सी बातें कही गअीं। अिसको पुलिस बजेट के नाम से पुकारा गया और अिसको फ्यूडल् बजेट भी कहा गया। आज भी अिस मौके पर यह बयान किया गया कि अिसका जो चौंकठ्ठा है अुसको तबदील नहीं किया गया हर पार्टी के कुछ खास अुसूल होते हैं और अुनके लिहाज से अमल हुआ करता है। कॉंग्रेस पार्टी के भी कुछ खास अुसूल हैं। आप कितनी भी तरकीब करते रहें अुसके अिंतजामी निजाम मे तबदीली लाना चाहें तो वह कभी नहीं हो सकता। अुसी चौंकटे के लिहाज से बातें हो सकती हैं जिन पर कॉंग्रेस पार्टी या कोअी भी पार्टी अेतमाद रखती है। अिसकी खास तारीख है। फिर भी यह कहना कि चौखट्टा विरसा मे मिली है और अुसके लिहाज से यह अमल हो रहा है तो वह किसी तरह से सही नहीं है। अिस बात को आनरेबल मेंबरान जानते हैं कि किसको कौनसी चीज वरसे मे मिली है। अमनोआमान खराब करने की या अुसको कायम रखन की कोशिश कौन कर रहा है और कॉंग्रेस हुकूमत अिस सिलसिले मे क्या कर रही है या सब आपके गौर के काबिल है। अुस पर मै अिस वक्त जियादा जोर नहीं देना चाहता हमारी हुकूमत का जो मवाजना होता है अुसका जो आअिंदा का प्रोग्राम है अुसको देखने का अेक आअीना होता है और अुसको देखने का अेक तरीका होता है। अुस लिहाज से अुसकी तरफ देखना चाहिये सबसे बडा अेतराज यह हुआ कि गुजिश्ता मवाजिने के अंदर जो रकूमात नेशन बिल्डिंग के लिये रखी गअी थीं वह सब खर्च नहीं की गअीं और दीगर अखराजात पर ही जियादा रकम खर्च हुअी। अिस अेतराज के सिलसिले मे मै हाअुस के सामने अिस चीज को रखना चाहता हूं कि गलतफहमी पैदा करने की कोअी जरूरत नहीं है। अिसवास्ते कि अिस मद्द मे तालीम और अुसके

साथ साथ जो दूसरे नेशन बिल्डिग के मद्द हैं जैसे मेडीकल पब्लिक हेल्थ अग्रीकल्चर अुनका अगर ाप मुलाहिजा फर्मायेंगे तो जाहिर होगा कि यह सही नहीं है क्योंकि अिनके सिलसिले मे जो साबिका र्च था वह पूरा हो चुका है। सिर्फ अेज्युकेशन के फीगर्स (Figures) मे जो फर्क मालूम हो रहा है अुससे गलतफहमी पैदा होने का अिमकान है। साबिका बजेटमे अेज्युकेशन के लिये ग्रैंट के तौर पर जो रकूमात रखे गये थे अुनको गुजिश्ता जून के महीने मे मंजुरी दी जा चुकी है और अब कोअी मौका बाकी नहीं रहता। लेकिन फिर भी यह कहना कि अुसमे से कुछ रकूमात बचाकर खर्च नहीं किये गये किसी तरह से सही नही है। हर वक्त जो रकूमात मंजूर हुअे वह मुल्क की और आमतौर पर अव्वाम की तरक्की के लिये खर्च किये गये हैं । लेकिन जिन पर और जियादा खर्च करने की जरूरत है अुसके बारे मे गौर किया जा रहा है। अुनकी तरफ तवजे होगी।

यह भी कहा जाता है कि अेडमिनिस्ट्रेशन पर बहुत जियादा अखराजात होते हैं। और पुलिस पर बहुत जियादा खर्च होरहा है। यह ठीक है। यहां के जो हालात हैं अुनके लिहाज से और यहां की जो तारीख हैं अुसके लिहाज से और जिस तरीके पर यहां तबदीली हुअी है, यह हुकूमत कायम हुअी है और जो अेकतेदारात अिस हुकूमत को मिले हैं अुसकी खास तारीख है और अिस सिलसिले मे हर मुलक की अलग अलग तारीख हो सकती है। अिवस लिहाज से हर चीज गौर कर के तयकी जा सकती हैं। यहां की हुकूमत का मुकाबला बर्मा की हुकूमत से या और किसी मुकाम की हुकूमत से कर के गलतफहमी पैदा करना किसी तरह से सही नहीं हो सकती। वहां पर जो अिन्क्लाब हुआ है वह अलग तरीके से हुआ है और यहां पर जो तबदली हुअी है वह अलग तरीके से हुअी है। अिस लिहाज से यह कहना कि बहुत तरक्कीपसंद अेक्दामात वहां पर किये गये और वे यहां पर नहीं किये गये हैं। और अिसलिये अिस बजेट की कोअी तारीफ न की जाय अैसा कहना ठीक नहीं है। कम कम मै अिसमे कअी चीजें अैसी बता सकता हूं जिनको हमे अेप्रीशिअेट (Appreciate) करना चाहिये। लेकिन क्या मुखालिफ पार्टी के मेंबरान अुसको मानेगें? मै अुनसे यह पूछना चाहता हूं कि क्या अिस बजेट मे तमाम निकम्मी बातें है और अच्छाअी का कोअी कदम ही नजर नहीं आता ? मैं समझता हूं कि मुखालिफ पार्टी को जिस दृष्टी से अिस बजेट की तरफ देखना चाहिये अुस दृष्टी वह नहीं देख रही है और अिस बजेट के साथ वह नाअिन्साफी कर रही है। आप कितनी ही मुखा-लिफत करते रहे तो भी जो अिस बजेट की खास बातें हैं वे छिपी नहीं रह सकती और आंख से ओझल नहीं हो सकतीं मै मानता हूं कि तमाम अव्वाम की भलाअी करने के लियं अुनके तमाम मसायल हल करने के लिये अिसमे प्रोवीजन नहीं है और न किसी जगह अैसा हो सकता है। अगर आप यह तवक्को करते हैं तो गलत तवक्को करते हैं। अगर आप समझते हैं कि अेक या दो साल के अंदर पूरे मुल्क के घर के तालीम के और सीहत वगैरह के पूरे मसायल हल होगें तो वह गलत अंदाजा है और अिस तरह से किसी भी मुल्क मे किसी ने भी हल नहीं किया है। अिन चीजों के हल करने का अेक खास तरीका होता है अेक अप्रोच (Approach) होता है अुसीकी तरफ मै अिस बजेट के सिलसिले में आपको ले जाना चाहता हूं। आप देखिये तालीम के सिलसिले मे गुजश्ता साल मे कितनी रक्कम रखी गअी थी और अिस साल अुसमें क्या अिजाफा किया गया है। पब्लिक हेल्थ के ताल्लुक से जो रक्कम की कमी हुअी है अुसके जरियं से यह अेतराज किया जाता है कि जो रक्कम पहले रखी हुअी थी वह खर्च नहीं हुअी अुसमे बचत हुअी है। लेकिन मै तो कहूंगा कि पब्लिक हेल्थ के ताल्लुक से अगर रक्कम बचती है यह गवर्नमेंट की अच्छी कारगुजारियों का नतीजा है। क्या

आप चाहते हैं कि अमराज बढते जायें प्लेग और कालरा बढते जाय और अुनको दूस करने के लिये हम अलग अलग तदाबीर अख्तियार करें और अुसके लिये हर साल जियादा रुपया खर्च करते रहें अगर पब्लिक हेल्थ के लिये कम खर्च किया जा रहा है तो वह खुशी की बात है। जिस तरह से ला अँड आर्डर कायम करने के लिये अखराजात कम किये जायें तो वह जिस तरह अच्छी चीज की अलामत होती है अुसी तरह से पब्लिक हेल्थ पर अगर कम खर्च किया जाय तो वह मुलकी खुशहाली की अलामत हो सकती है। अिसलिये म मुबारकबाद देना चाहता हूं कि गुजिश्ता साल के अंदर हमारे मुलक मे पब्लिक हेल्थ पर कम खर्च करने की जरूरत पडी और अुसमें बचत हुअी। अिसके बाद टेनन्सी अॅक्ट और पंचसाला योजना और दीगर मसायल के बारे मे कहा गया। लेकिन वक्त कम होने की वजह से मै अुसका जायजा अुस वक्त लूंगा जब कानून की शकल मे यह सवाल हमारे सामने आयेगा। अिस बजेट के सिलसिले मे मै सिर्फ दो तीन चीजें आपके सामने रखना चाहता हूं। हुकूमत के सामने अुन चीजों को रखने की जरूरत समझता हूं अिनकी जानिब हुकूमत को तवजह करना जरूरी है। महकमे तालीम के सिलसिले मे मुझे अर्ज करना है कि हुकूमत की पालिसी है कि खानगी अिदारों को अिस बात की अिजाजत दी जाय कि वे अपने प्राअीमरी स्कूल्स हाअीस्कूल्स चला सकें और वे अव्वाम को तालीमयाफ्ता बना सकें। अिस पालिसी को अेनकरेज (Encourage) करने के लिये अुनको काफी ग्रँट और अिमदाद देने की जरूरत है। मै जानता हूं कि बहुत से अिदारे अैसे हैं खासकर मराठवाडे के सिलसिले मे मै यह कहना चाहता हूं जिनको काफी ग्रँट नही दी गअी है। कोआपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के सिलसिले मे मै यह कहना चाहता हूं कि अिस मोहकमे पर कम खर्च किया जा रहा है। अुसके अफसर और सर्विसेस के सिलसिले मे मै यह नहीं कहना चाहता लेकिन प्रोपगंडा के सिलसिले मे कहना चाहता हूं कि गुजिश्ता साल कुछ चीजें गवर्नमेंट के सामने थीं, जिनको कामयाब बनाने के लिये मैने यह सुझाया था कि अेक कमेटी मुकर्रर करके अुसको यह काम दिया जाय कि कामों को कामयाब बनाने के लिये वेज अँड मीन्स (ways and means) हो सकते हैं लेकिन अुस पर कोअी अमल नहीं हुआ। अिस साल मे देखता हूं कि अिसके लिये जो प्रोवीजन होना चाहिये था वह कम हुआ है। मे हुकूमत से अर्ज करूंगा कि कोआपरेटिव्ह डिपार्टमेंट अेक अैसा महकमा है जिसके लिये हमे जियादा से जियादा रक्कम देने की जरूरत है। अुमीद कि गवर्नमेंट अिस पर ध्यान देगी।

जिराअत के पुराने तरीके मे बदल करने की जरूरत है। अिन चंद बातों को हुकूमत के सामने रखते हुअे मै आखिर मे यह कहना चाहता हूं कि अव्वाम की भलाअी की कुछ खास अलामात अिसमे मौजूद हैं यह हम को साफ तौर से जानना चाहिये अिसके लिय मै हुकूमत को मुबारकबाद देना जरूरी समजता हूं।

مسٹر اسپیکر :- اب هاؤس اڈجورن هوتا هے - ۱۱ - ۱۰ کو پھر ملینگے -

(The House, then, adjourned for recess till ten minutes past Eleven of the Clock.)

(The House re-assembled after recess at 10 minutes past 11 of the clock, Mr. Deputy Speaker in the Chair).

Motion for increasing the strength of the unemployment Committee.

Mr. Deputy Speaker: Before we start discussion on the Budget, the Leader of the House will move a motion.

Shri B. Ramakrishna Rao: Mr. Speaker, Sir I beg to move " That this Assembly grants leave to increase the strength of the Unemployment Committee constituted by the House on 18th July, 1952 from 11 to 12 and to include Shri V. B. Raju as its member ".

Mr. Deputy Speaker: Motion moved.

شری بی - رام کشن راؤ - یہ موشن پیش کرتے ہوئے میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شری وی - بی - راجو بہ حیثیت لیبر منسٹر اس کمیٹی کے پہلے چیرمن تھے - انہوں نے اس کمیٹی کا کام جزاً یعنی پارٹلی (Partly) انجام دیا ہے - اب ان کی حیثیت ایک منسٹر کی نہیں رہی اور اون کی خدمات سے اس کمیٹی کو استفادہ کرنا ضروری ہے - میں توکل ہی اس بارے میں موشن پیش کرنے والا تھا - لیکن متعلقہ سکشن دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ پہلے ٹائم اکسٹنڈ کرنے کے متعلق موشن منظور ہونا چاہئے - اس کے بعد یہ موشن پیش کیا جاسکتا ہے - اب چونکہ ٹائم اکسٹنشن (Time Extension) کے متعلق ہاؤس نے منظوری دیدی ہے اس لئے آج میں اس موشن کو پیش کر رہا ہوں - اس سلسلہ میں میں ہاؤس سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس کمیٹی کی اسٹرنگتھ (Strength) گیارہ سے بارہ کر دیجائے - کسی اسٹیاچیوٹری کمیٹی کے ممبروں کی اسٹرنگتھ بڑھانے کے متعلق ہاؤس کا کنسنٹ لینا ضروری ہے - اس وجہ سے میں نے رولس کے تحت ہاؤس کے سامنے موشن پیش کیا ہے کہ اسٹرنگتھ گیارہ سے بارہ کردیجائے اور آنریبل ممبر فار سکندرآباد کو ایک ممبر کی حیثیت سے شریک کرلیا جائے - کل آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ سجیشن پیش کیا کہ منسٹروں کو ایسی کمیٹیوں میں رہکر کام کرنے کے لئے کم فرصت ملتی ہے اس وجہ سے بہتر ہوگا کہ شری وی - بی - راجو کو چیرمن مقرر کردیا جائے - لیکن رول نمبر (۱۸٦) کے لحاظ سے اسٹیچیوٹری کمیٹیوں کے لئے منسٹر کو ہی چیرمن رہنا چاہئے ، بجز اس کے کہ وہ اپنا رائٹ ویو (Waive) کریں - ہم کو انتے امپلیکیشن (Implication) میں جانے کی ضرورت نہیں کہ اون سے رائٹ ویو کرایا جائے اور آنریبل ممبر فار سکندرآباد کو چیرمن مقرر کیا جائے - اگر منسٹر متعلقہ کو فرصت نہ ہوگی تو ظاہر ہے کہ وہ کسی دوسرے کو چیرمن بنا کر کام چلانے کا مجاز کرسکینگے - اس میں ہمکو کوئی دقت نہیں ہوگی - اگر موجودہ لیبر منسٹر کو فرصت نہ ملے توکسی دوسرے ممبر کی صدارت میں کام جاری رکھنے کا حکم دیسکتے ہیں - چنانچہ وہ خود بھی یہی چاہینگے کہ ایسی صورت میں جب کہ شری وی - بی - راجو

به حیثیت منسٹر اس کمیٹی کی صدارت کرچکے ھیں - تو اب بھی وہ صدارت کرتے رھیں
اس میں کوئی دقت بھی ھم کو نہ ھوگی - میں نے اسی وجہ سے کل یہ سجیشن پیش
نہیں کیا .. اسکے علاوہ وہ رول کے بڑی خلاف تھا - بہر حال اب میں ھاؤس سے استدعا
کرتا ھوں کہ کمیٹی کی اسٹرنگتھ کو گیارہ سے بارہ کردیا جائے اور آنریبل ممبر فارسکندرآباد
کو بہ حیثیت ممبر کے اس میں شامل کرلیا جائے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - میں نے کل جو سجیشن اس سلسلہ میں دیا تھا
رول کے تابع سمجھ کر دیا تھا - لیکن اب جبکہ لیڈر آف دی ھاؤس نے اس سلسلہ میں
تفصیلی معلومات ھم کو دی ھیں تو میں سمجھتا ھوں کہ ھمیں کوئی عذر نہیں ھوسکتا -
موشن ھاؤس کے سامنے ھے - میں اوس کی تائید کرتا ھوں - لیکن ایک چیز میں کابینہ
کے سامنے لانا چاھتا ھوں کہ ھمارے پاس اسٹیمیٹس کمیٹی ان اسپلائیمنٹ کمیٹی اور دوسری
کمیٹیوں کی صدارت منسٹرس کرتے ھیں - لیکن ھاؤس آف دی پیپل (House of
the people) میں اسٹیمیٹس کمیٹی کے صدر ڈپٹی اسپیکر ھوا کرتے ھیں - انگلینڈ
میں جیسا کہ مجھے معلوم ھوا ھے لیڈر آف دی اپوزیشن کو اسٹیمیٹس کمیٹی کا صدر بنایا
جاتا ھے - میں وھاں کی پریکٹس فالو کرنے کے لئے نہیں کہہ رھا ھوں بلکہ کاروبار کے
سلسلہ میں جو دقتیں پیش آتی ھیں اون کو کابینہ کے سامنے لانا چاھتا ھوں - اگر کمیٹیوں
کی صدارت منسٹر متعلقہ کریں تو وہ اتنا وقت نہیں دے سکتے کہ اس کمیٹی کا کام جلد
ختم ھوسکے اور کمیٹی فنکشننگ کمیٹی بن سکے - اس چیز کو خیال میں رکھا جائے تو
مناسب ھے - چنانچہ یہی وجہ ھے کہ ھماری دو کمیٹیاں یعنی اسٹیمیٹس کمیٹی اور ان
اسپلائیمنٹ کمیٹی فنکشنینگ کمیٹیاں نہیں بن سکیں - گو ھمیں اس کے لئے پورا سال
دیا گیا لیکن دو تین سے زیادہ یہ کمیٹیاں سٹنگس نہ کرسکیں - ھم کوئی رپورٹ بھی
ھاؤس کے سامنے پیش نہ کرسکے - اس لئے اس کا بھی خیال رکھا جائے تو ٹھیک ھوگا
تاکہ ھماری کمیٹیاں کارگزار کمیٹیاں بن سکیں - اتنا کہتے ھوئے میں موشن کی تائید
کرتا ھوں -

Mr. Deputy Speaker: The question is:

"That this Assembly grants leave to increase the strength of the Unemployment Committee constituted by the House on 18th July, 1952 from 11 to 12 and to include Shri V. B. Raju as its member".

The Motion was adopted.

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آنریبل فینانس منسٹر ۱۱ بجکر ۳۰ منٹ سے اپنا اپلائی دینگے -

Budget-General Discussion..(*contd*).

श्रीमती आशाताओ वाघमारे (वैजापूर) :— माननीय अध्यक्ष महाराज, मी प्रथम अर्थमंत्र्यांचे अभिनंदन करते, कारण त्यांनी जे अंदाज पत्रक सादर केले तें आमच्या अपेक्षेपेक्षां बऱ्याच कमी तुटीचे आहे. दोन दिवसापासून त्या संबंधी जी चर्चा चाललेली आहे ती वरून असे दिसून येते कीं, दुष्काळी परिस्थिती असल्यामुळे अंदाज पत्रक बऱ्याच तुटीचे येईल असे आम्हाला

वाटत होते, पण ते फारच थोडया तुटीचे आले आहे. जेव्हां नवे अंदाजपत्रक तयार करावयाचे असते तेव्हां सर्वच गोष्टी अंदाज्याने घ्यावयाच्या असतात. जी टीका सध्या सरकारवर होत आहे तींतून अेक गोष्ट मला स्पष्ट दिसते कीं पोलीसवर गतवर्षी पेक्षां ३० लक्ष रुपये कमी खर्च केले जाणार आहेत.

गतवर्षीच्या आणि या वर्षीच्या अंदाजपत्रकांत मुख्यत्वेकरून जो फरक आहे तो खालील प्रमाणे आहे. गत वर्षी शिक्षणावर ४४२ लक्ष रुपये खर्च झाले होते पण या वर्षी ४७५ लक्ष रुपये खर्च होणार आहेत, म्हणजे शिक्षणासंबंधीच्या खर्चात ३३ लक्ष रुपयांची वाढ झालेली आहे. मेडिकल वर गत वर्षी १०७ लक्ष रुपये खर्च झाले होते त्या अैवजीं या वर्षी १११ लक्ष रुपये खर्च होणार आहेत. म्हणजे ४ लक्ष रुपयांची याहि खर्चांत वाढ झालेली आहे. तसेच आरोग्यावर गत वर्षी ५३ लक्ष रुपय खर्च झाले होते पण या वर्षी ६५ लक्ष रुपये खर्च होणार आहेत.

या दृष्टीने या वर्षीच्या अंदाजपत्रकांत पोलीसशिवाय अितर लोकोपयोगी कामांच्या खात्यावर वाढ झालेली आहे आणि अशीहि आशा करण्यांस हरकत नाहीं की पुढील कांही वर्षात पोलीसवरचा खर्च याहूनहि कमी होअील.

शिक्षण आणि आरोग्य यावर सध्यां जितका खर्च होतो आहे त्यापेक्षा जास्त झाला पाहिजे. विशेषतः प्राथमिक शिक्षणासारख्या बाबींवर जास्त भर दिला पाहिजे. परंतु मला असें म्हणावें लागते कीं, मिडिलस्कूल, हायस्कूल अित्यादि सरकारच्या ताब्यांत असल्यामुळें त्यावरच जास्त खर्च होत आहे, आणि प्रायमरी शिक्षणावर त्या मानानें कमी खर्च होत आहे. या गोष्टीकडे मी माननीय शिक्षण मंत्र्यांचे लक्ष वेधूं अिच्छितें. तसेंच जे पैसे शिक्षणावर खर्च होतात त्या पैकीं बहुतेक पुरुषांच्या शिक्षणावरच खर्च होतात. अुदाहरणार्थ यावर्षी प्रायमरी शिक्षणावर २३२ लाख रुपये खर्च व्हावयाचे आहेत, त्यापैकीं पुरूषांच्या शिक्षणावर १७६ लक्ष रुपये खर्च व्हावयाचे आहेत; आणि फक्त ५६ लक्ष रुपये स्त्रीशिक्षणावर खर्च होणार आहेत. यावरून असें स्पष्ट दिसतें कीं स्त्री-शिक्षणावर खर्च फारच कमी होणार आहे. मला सांगावयाचे आहे कीं, जोपर्यंत स्त्रीशिक्षणाकडे दुर्लक्ष केलें जाअील तोपर्यंत सामाजिक अुन्नती शब्दिकच राहील. मला वाटतें कीं सामाजिक प्रगति समाजांत अत्यंत नीतिमान लोक तयार झाल्याशिवाय होत नाहीं आणि जोपर्यंत माता सुशिक्षित होणार नाहीं तोपर्यंत नीतिमान नागरिक तयार होणार नाहींत. सुशिक्षित माता तुम्हाला पाहिजे असतील तर स्त्रीशिक्षणाकडे जास्त लक्ष दिलें गेलें पाहिजे. म्हणून सुशिक्षित मातेची जबाबदारी पहिल्यानें वाहिली पाहिजे. जितक्या प्रमाणांत स्त्रिया जास्त सुशिक्षित होतील तितक्या जास्त प्रमाणांत अुत्तम नागरिक तयार होतील. कोणत्याहि राष्ट्राची संपत्ती त्याच्याजवळ किती खजीना आहे यावर अवलंबून नाहीं तर त्यांतील अुत्तम नागरिकांवर अवलंबून असते, आणि ते तयार करण्या-साठी स्त्रीशिक्षणावर जास्तींतजास्त लक्ष दिलें पाहिजे. अेक पुरूष शिकला तर तो अेकटाच शिकतो पण अेक स्त्री शिकली तर ती सर्व कुटुंबाला शिकवते. (टाळया) स्त्रीशिक्षणावर अितका कमी खर्च होणे ही गोष्ट हैदराबादसारख्या राज्याला कमी प्रतीची आहे. म्हणून मला असें सांगावयाचें आहे कीं दोन चार वर्षे पुरूष शिक्षण बंद ठेवलें तरी चालेल परंतु स्त्रीक्षिणावर जास्त भर दिला पाहिजे. (टाळया).

वरील ज्या सूचना मी नामदार शिक्षणमंत्र्यांना दिल्या आहेत त्यांवर ते अवश्य विचार करतील अशी अशा प्रकट करून आणि अर्थमंत्र्यांनीं अत्यंत काटकसरीनें हें बजेट तयार केलें याबद्दल त्यांना पुनः अेकदा धन्यवाद देअून मी आपलें भाषण पुरें करतें.

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - مجھے یہ کہنا ہے کہ صبح کا سیشن ہونے کی وجہ سے ہمیں مباحثہ کے لئے صرف چار ہی گھنٹے مل رہے ہیں - یوں بھی دیڑھ بجے کی بجائے ایک بجے کا وقت مقرر کیا گیا ہے جسکی وجہ سے آدھا گھنٹہ کی کٹوتی ہو رہی ہے - اسلئے میں کہونگا کہ آج دو بجے تک اجلاس رکھا جانا مناسب ہے تا کہ ہمیں بحث کا موقع مل سکے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - اگر ھاؤس بیٹھنے کے لئے رضامند ہے تو مجھے عذر نہیں ہے -

Dr. G. S. Melkote : I have no objection.

Mr. Deputy Speaker : Then, we will continue till 2 p.m. Shri V. B. Raju.

Shri V. B. Raju (*Secunderabad-General*) : Mr. Speaker, Sir, I would like to recall the discussions that took place last year on the Budget presented then and the suggestions made by the Opposition to the Government, for the purpose of establishing that the wishes of the opposition have been respected by the Government. It was said then that though the party in power had committed itself to the people to do so many things, yet physically it would not be possible to fullfil them immediately in view of certain considerations which were beyond the control of the Government and the people. The opposition desired that at least an approach should be made in that direction. I remember I had said then that the party in power was thinking exactly in similar terms and was moving in that direction. I would like to point out that the present budget is a very truthful and correct indication of that approach.

If the actuals of 1951-52 are taken and compared with the revised estimates of 1952-53 and the budget estimates of 1953-54, it is evident that a progressive decline has been shown in the non-developmental activity of the Government. For instance, the police expenditure of Rs. 592.9 lakhs in 1951-52 has been cut down to Rs. 338.57 lakhs in the budget estimates for 1953-54. Similarly in respect of jails, though there is a bit of an increase, it is only in respect of ameliorative activity in the jails but it would be noticed that on the administrative side there has been a reduction. On administration it was 96.72 lakhs of rupees in 1951-52 while at the moment it has been cut down to Rs. 90.38 lakhs. Thus, if the figures are studied in a comparative manner, the opposition will agree that the party in power has moved, though slowly, in the right direction.

Apart from this, I would like to throw light on certain fundamental points which need consideration by the opposition also. If the expenditure side is analysed, it will be noticed that round about Rs. 16 crores is the expenditure on non-developmental activity whereas on developmental and nation-building activities it is just about Rs. 12 crores. This balance has to be disturbed in favour of developmental activity. The opposition and the party in power should strive to see that the expenditure on developmental activity should be raised to at least 50% more by next year. That should be the broad objective for both. I am sure that the party in power will endeavour to do its best in this direction and that the opposition will try to show ways and means to achieve this objective instead of attacking on one item or the other on political grounds. If on financial grounds and on administrative grounds suggestions are forthcoming, I am sure the Government will consider them.

Then another analysis of the budget will reveal that the tax income derived from the State is about Rs. 20 crores out of Rs. 28 crores—I think it is more than 20 crores of rupees. There is the other State tax income which is secured from the Govt. of India to the extent of Rs. 333 lakhs. Thus, the total tax income is the total sum of nearly Rs. 28 crores, whether it is secured through the Central Govt. or through the taxes collected by the State, is just about 23.72 crores of rupees. The Hyderabad Budget does not give the hope that there is any income which has got elasticity and which really exhibits the prosperity of the people. The income that ought to have been derived from commercial undertakings, from industrial undertakings, from power production etc., is not found in the Hyderabad Budget. The Electricity Dept. in Hyderabad has been losing hitherto. For the first time, this year a profit of Rs. 3 lakhs was on the revenue side. The income that was being secured from road transport, which really is the backbone of our future revenues, has declined. This is surprising—why surprising, it is shocking. An expanding concern, a concern which has been built as one of the best in India and which has been properly planned, has given us a shock this year. There is a very big fall in revenue this year through this source. I request the Government to institute an enquiry immediately into this matter and see whether there are wastages etc., or whether there is really a fall in passenger traffic. It has been said that there has been a decline in passenger traffic on the railways

also. If that is the case and if it is true that in Hyderabad there is a fall in the passenger traffic, I shall have to say that there is no prosperity. I do not think that those persons who were formerly making use of the transport services are walking today. It is not the psychology or tendency of the people, when once they have taken to speedy travel and convenient transport, to forego that convenience and go by walk. This matter has to be examined thoroughly. I for one feel that the road transport organization has been left vague; neither a corporation has been constituted for manging it nor a Board Management has been existing; it is merely a Department of Govt. that is looking after it, which is not very healthy for such commercial activity.

Then I come to the other items, like the State Industries, *i.e.* industries owned by the State and managed by the State. These industries too are not showing any progress as such and we cannot depend upon them to come to our aid in moments of crisis. Why I am stressing on this point of the commercial undertakings power production and industries is that the content of our budget is mostly made up of excise revenue. As one belonging to the Congress Party, ideologically convinced and committed to prohibition, I belive we cannot develop our income in this field. It is already said that this income is being contributed by the poor man and the brunt of the burden in being carried by the poor man, we have to given him relief. If we have to increase the prosperity of the rural population, we have to check the vice of of drink. Whatever the other political parties may say, in Madras the standard of living of the rural masses has been increased because of prohibition. There might be corruption and there might be certain malpractices. They are not the things that we should take though they should not be neglected. I do not mean that I am proposing prohibition here and now, but our structure should not be built on the hope of this excise revenue. Even in that there is a fall. There is a fall in forest revenue; there is a fall in all these tax revenues. Therefore, the Govt. has to endeavour to build up its resources through such concerns which secure profit to the State Exchequer.

The Central Government is giving us assistance for the implementation of our plans. I was discussing this matter with the officers of the Department. In this matter I feel it is my duty to bring to the notice of the House certain lacunæ. We are borrowing from the Central Government 2½ to 3

crores of rupees every year—it was 3½ crores last year and we are hoping to get 5.3 crores this year—for the implementation of plans which will go on for the planning period. The original demand was for 10 crores of rupees as central assistance in the shape of loans. May be, we have to go beyond the amount of Rs. 10 crores, because we cannot borrow from our local markets. Supposing we begin to borrow, there is the interest we have to pay on the amount and at the same time we have to redeem the loan; it might be a loan for 10 years within which period we have to redeem the loan. This redemption amount of the loan and the interest to be paid every year will go into our revenue budget. It is not merely borrowing and expending on capital works. How are we going to meet this liability? What is the source we will find to meet this? Is there any new taxation? I should say that we have reached a saturation point in taxation. If we go on taxing, I think we will be impoverishing the rural people. That is why I have come to the deduction that we have to look to the other sources of income through commercial activity, through industries and through power production and selling the power. How are the amounts to be repaid in respect of loans taken for capital works and the amount of nearly Rs. 10 crores which we have to spend under Revenue Account for nation building activities like education, public health and so on? We have to find out a way. Fortunately, we had secured an additional subvention from the Govt. of India to the tune of Rs. 2.5 crores for the four years of the planning period, which is going to meet the expenditure to the extent of Rs. 10 crores, but it should not be taken that the money which we have is quite sufficient to meet our deficit budget. Even though this budget is balanced, I would say that it ought to have been a deficit budget. If we examine, we find that the moneys that have been provided for the planned items are not in the proportion as scheduled originally. Even though money may be made available, the structure of the Government and the administration is such that any expenditure should be progressive.

The point is how far are we going to implement the plan and to what extent. As I said, our budget ought to have been a deficit budget; it is bound to be like that as long as we don't resort to new taxation or do not find any alternative sources of income. In this respect, we have to convince the Government of India—as originally represented—that they should provide us at least a sum of 1 crore of rupees to balance our budget.

The second point I would like to draw the attention of the House is about the threat of cancellation of export customs duty. We should make strong representations to the Government of India that they should allow us to continue export duty. Even about import duties, I feel that we ought to have gone a bit slowly. I am not making criticisms. What I say is that we must look to the present situation and the psychology of the people to pay taxes. We cannot afford to lose what we are getting. It is very difficult to get new sources of income. In the matter of sales tax also, there is a fall in the income.

Mr. Deputy Speaker: The hon. member may please try to finish his speech early.

Shri V. B. Raju: I will only take a couple of minutes, Sir.

The expenditure incurred on R.T.D. is not before us. The expenditure incurred on State trading of foodgrains is also not before us. Both of these involve crores of rupees. The expenditure may go beyond 10 crores of rupees. As this House is not conversant with the details of this expenditure, I would request the Government to lay on the table of the House details in respect of this expenditure. Similarly, we do not know the expenditure incurred on the Electricity department and the Irrigation projects. Even though the sums are shown on the capital side, we do not know details. As we are spending crores of rupees on irrigation projects, power production and State Trading, I would request that enquiries be instituted as to whether the targets have been achieved. The sums allotted for all these major works are not real sums. I am afraid, the House has to be approached for an extra 25 or 50%.

Lastly, I should like to say that procurement and distribution of food should be done on a 'no loss, no profit' basis. When the Government of India withdrew the subsidy, we found that it was justified—at least some of us. Even though a sum of Rs. 12½ lakhs has been provided for this, it has really gone up to Rs. 34 lakhs in the current year. If we analyse the expenditure incurred on the establishment of food procurement and distribution, we will notice that it is a constant figure—even though we have decontrolled jowar and other millets. We have now only rice and paddy to procure. This point we will have to examine carefully. Merely touching

this point from a political point of view will not give us a solution. It is essentially a financial problem and in my opinion the Treasury Benches and the Opposition Benches will have to put their heads together to find a solution. Whether the members are fully represented or not is not the point. In my opinion, only experts—who are still available —can save the Hyderabad finances.

Thank you.

శ్రీ రామనాథం—

స్పీకర్, సర్,

ఈ బడ్జెటు విషయంలో వచ్చిన చర్చల సందర్భములో కొన్ని విషయాలు ముందుకు వచ్చాయి. వాటిని గురించి కొద్దిగా చెబుతాను. అసలు, యీ బడ్జెటు చాలా డిస్అపాయింటింగ్ (disappointing)గా ఉందని చెప్పాలి. ఎందుకంటే, దీనిలోని పద్దులు తీసుకుంటే, అసలు మనదేశంలో ఉత్పత్తికి స్థానమైన (Industries) మీదగాని, వ్యవసాయంమీద గాని చాలా తక్కువ ఖర్చుపెట్టే రూపం కనబడుతోంది. జీ. యం. ఎఫ్. (G.M.F.) తీసుకొని, ఆ పద్దులు (Study) చేస్తే దానిలో ఆ డిపార్టుమెంటు, ఆఫీషియల్సు (officials) ను (maintain) చేయుటకు ౧౯ లక్షలు ఖర్చు చూపిస్తున్నారు. గాని (industrial fillip) కు అనగా (industries)ను ఎక్కువ చేయడానికి, అనగా వాటిని అభివృద్ధి పరచడానికి గాని, పునరుద్ధరించ డానికి గాని, యీ బడ్జెటులో (scope) స్కోఫ్ లేదు.

ఒక్క వరంగల్ టౌనులో చూచినట్లయితే, పదివేల మంది నిరుద్యోగులున్నారు. ఒకలక్ష ముప్ఫైవేల జనాభా ఉన్న చోట పదివేల మంది నిరుద్యోగులున్నారంటే, ఇది చాలా(serious) అయినటువంటి విషయం. ఆజంజాహి మిల్సు విషయం చూచినట్లయితే యుద్ధకాలంలో సంపాదించిన లాభాలతోటే మిల్లును పెంచు తున్నారు. క్రిందటి సంవత్సరం నాలుగు లక్షలు (net profit) వచ్చింది. అంటే, ఈ లెక్కలు సక్రమంగా ఉన్నాయా లేవా అనునది ప్రస్తుతం నేను చర్చించుట లేదు. కాని ఇంత పెద్ద మిల్లును ఎంతో పొందికగా నడుపుతూ ఎంతో (burden, workers) మీద వేస్తూ పని చేయిస్తే నాలుగు లక్షలు (profit) వచ్చింది. నాందేడు మిల్లు కూడా యిదే విధంగా ఉంది. (Work load) ను పెంచి (status quo) ను (maintain) చేయడానికి కష్టపడుతున్నారు. ఈ విధంగా (textile) మిల్స్ ఆయిల్ మిల్స్, చిన్న మిల్స్ వగైరాలన్నీ (collapse) అవుతున్నాయి. మైన్స్ (Mines) లో తీసుకొన్నా పెద్ద ఎత్తున (heavy unemployment) ఏర్పడుతోంది. కాబట్టి యీ ఫిగర్సు (figures) అన్నీ చూస్తే దేశంలో పెద్ద (crisis) ఏర్పడుతున్నట్లుగా అర్థమవుతుంది. గ్రామాలలోకి పోయి చూస్తే పంటలు పాడైపోయి, భూమిమీద పనిచేసే కూలీలలో నిరుద్యోగం ప్రబలుతోంది. రైతులవద్ద ధాన్యం గింజలు లేవు. తోళ్ళ కార్మికులలో కూడా యీ విధంగానే నిరుద్యోగం ఎక్కువైపోతోంది. ౩౦, ౪౦ కార్ఖానాలుండే వరంగల్ లో ఇప్పుడు ఏడెనిమిది మాత్రమే నడుస్తున్నాయి.

ఆరేడు నెలలనుండి ఒక్క పూట కూడా కడుపునిండా తిండి లేని కుటుంబాలున్నాయి. ఎన్నో దినాలుగా అన్నము తినని (families) ను మేము చూశాము. ఈ (Crisis) మీద ఏమాత్రంకూడా (conception) యీ బడ్జెటు తీసుకరావడం లేదు. ఇదీ యీ బడ్జెటులో ప్రధానమైన (weakness) ఇందులో (resources) కూడా తక్కువగా ఉన్నాయి. (Poorer classes) నుంచి వస్తున్న డబ్బు కూడా ఎవరి చేతుల్లోకి పోతోందో చూస్తే అదంతా (officials) చేతుల్లోకి, జాగీర్దార్ల చేతుల్లోకి, నైజాం చేతుల్లోకి పోతోంది. ఇది ఒక (broad picture) గా మనం చూస్తే తెలుస్తుంది. ఈ (parasitic class) లకు పోతున్న యీ (finances) ను కనీసం (industrial) సంస్థల మీద పెట్టి వాటిని చేస్తున్నారా అది అంటే ఏమీ కనబడుట లేదు. మనవద్ద నున్నపుడు డబ్బునంతా శుభ్రంగా (status quo) ను (maintain) చేయడానికి మాత్రం ఖర్చు పెడుతున్నారు. మనం తొమ్మిది పది సంవత్సరములనుంచి నిరంకుశ పరిపాలన నుంచి బయట పడ్డానికి (fight) చేస్తున్నాము. రామరాజ్యం స్థాపిస్తామన్నారు. దానికోసం (fight) చేశాము. ఇది నైజాంతో వ్యక్తిగతంగా చేసిన (fight) కాదు. ఇక్కడ ఉన్నటువంటి జమీందారీ జాగీర్దారీ (parasitic classes) గా ఏవైతే ఉన్నాయో దానికి వ్యతిరేకంగా (fight) చేశాము; చేస్తున్నాము. అదీ అసలు (basic) విషయము. ఈనాడు ఉన్న (industries) కు (fillip) ఇవ్వాలి. లేక పోతే మనకున్న కొద్దిపాటి (industries, monopolists) ల చేతుల్లోకి పోయి మనం దెబ్బ తింటాము. పూరర్ క్లాసెస్ (poorer classes) మీద టాక్సు(tax) వేసి వసూలు చేసిన డబ్బు (status quo maintain) చేసేవాళ్ళ చేతుల్లో పడుతోంది. నైజాముకు డబ్బు ఇస్తున్నారు. ఆ (question) తీసుక వచ్చినప్పుడు " మేము చాలా ఆర్డర్లీ (orderly) గా పోతున్నాము " అని అంటున్నారు. ఈ విధాన మేమిటో అర్థము కావడము లేదు. విశాలాంధ్ర సమస్య ఏమైంది ? ముందు ఆంధ్ర రాష్ట్రం తీసుకోవాలన్నారు. దానికోసం శ్రీరాములు గారు ప్రాయోప వేశము చేసి మరణించారు. ఆయన మరణానికి బాధపడి ఏడ్చి నవారున్నారు. బాగుండదని కళ్ళనీళ్ళు కార్చినవారున్నారు. గాని ఏమి జరిగింది ?

రేపు O.S. (I.G.) గా మారే విషయంలో చూడండి; కొత్తగూడెం లోని (Union) వారు పోలీలో ఇచ్చినన్ని రూపాయలు ఐ. జీ. లో కూడా యివ్వాలన్నారు. ఈ విషయమై హుజూర్‌నగర్ మెంబరు చెప్పారు. ఇదీ ఒక కొత్తగూడెం విషయంలోనే కాదు. మనరాష్ట్రం మొత్తంమీద ఈ విషయాలన్నీ ఫేస్ చేస్తున్నాను. చిన్న (merchants) విషయం చూస్తే నిన్న కూరల దుకాణం పెట్టినవాడు ఇవ్వాళ్ళ పెట్టడు. నిన్న చింతపండు దుకాణం పెట్టినవాడు ఇవ్వాళ్ళ పెట్టడు. ఈ విధంగా గొప్ప (crisis) ఏర్పడుతోంది. ఓ. యస్. (O.S.) మారి ఐ. జీ. (I.G.) అయ్యే వరకు (natural psychology) ని ఉపయోగించుకొని కూలి పోతున్న వర్తకాన్ని (stabilise) చేసుకోవడానికి చూస్తారు.

ముఖ్యంగా యీ కరెన్సీ మార్పిడి కొద్దిపాటి జీతాల వాళ్ళను బాగా (hit) చేస్తుంది. ఇది ఒక పెద్ద (crisis) ఇదీ ఇంగ్లీషులో ఒక సామెత చెప్పినట్లుగా ఉన్నదీ; (Camel) మీద (last leaf) అని. ఇవాళ ఇది తెలియక పోవచ్చును. గాని (Actual reality)

ఇది. ఈ విధానం వల్ల (poorer classes) కూలిపోతాయి. బడి పంతుళ్ళు, ఇంకా చిన్న జీతాల వాళ్ళు, ఇంకా కొద్ది జీతాలు పొందే మిలటరీ కూడా దెబ్బ తింటారు. ఈ విషయము బడ్జెటులో ఏమీ లేదు. ఈ బడ్జెటులో ఉండే (items) మీద (parasitic classes) జేబుల్లోకి పోయే డబ్బు విషయంలో (treasury benches) ఏమీ (move) కావు. వారిలో (status quo maintain) చేయాలనే (psychology) ఉంది. (parasitic classes) ను అట్లాగే (maintain) చేయాలని, వాళ్ళ (pockets) లోకి డబ్బు పంపాలనే యీ (anti-people's) దృక్పథం ఉంది. అటువంటి వారి చేతుల్లోనే గవర్నమెంటు ఉంది. వాళ్ళకు అనుకూలంగా (move) అవ్వాలనేదే ప్రభుత్వ దృక్పథం. ఇది పూర్తిగా మారాలి.

విశాలాంధ్ర విషయంలో, అసలు (people's movement) చాలా ఉద్భృతంగా ఉంది. ఇవ్వాళ అసెంబ్లీలో చూసినట్లయితే తెలుగులో మాట్లాడే వాళ్ళకు ఆ భాషలో మెమోరాండములు మొదలైన కాగితములు ఇవ్వడం లేదు. మేము చదువుకొనే రోజుల్లో తెలుగులో మాట్లాడాలని ఉండేది. గాని వినేవాళ్ళు లేరు. ఇప్పుడు అసెంబ్లీకి వచ్చాము. దేశం బాగు పడుతుంది అనుకొంటే ఇక్కడ ప్రతి సమస్యమీద (fight) చేయవలసి వస్తోంది.

విశాలాంధ్రను (orderly methods) మీద మనం తీసుక వద్దామని పని చేస్తే పరిపాలన సరిగా జరగదు. ఇప్పుడు ప్రతి విషయంలోనూ కూడా ప్రజలు చాలా త్వరగా ముందుకు పోతున్నారు. భాషారాష్ట్రాల విషయంలో కాని (land reforms) విషయంలో గాని మనము అనుకున్నదానికంటే ఎక్కువగా ముందుకు పోతున్నారు. కాబట్టి ప్రతి దానికి (orderliness) అంటూ కూర్చుంటే పని సాగదు. ఈ విధంగా (counter-revolutionery attitude) తో ఉన్నట్లయితే దేశాభివృద్ధిని అరికట్టే (attitude) లో ఉంటున్నామన్న మాట. ఈ (attitude) కు వ్యతిరేకంగా తెలంగాణాలో (fight) చేస్తూ వచ్చాము. ముందు చేస్తాము. దీన్ని ఊస్ట్ (Oost) చేయడానికి ప్రభుత్వం ప్రయత్నిస్తోంది. ఎంతమంది మీదో అన్యాయ నేరారోపణలు చేస్తున్నారు. ఈ పోరాటంలో అన్యాయంగా చాలామంది చావులకు గురి అవుతున్నారు. మీరు చచ్చినవారికి ఏవరైనా ఇవ్వవచ్చు. గాని ఈ విధంగా ప్రజలను (bursting point) కు తీసుకుపోతే చాలా ప్రమాదం ఏర్పడుతుందని మనవిచేస్తూ విరమించుతున్నాను.

श्रीमती राजमणी देवी (सिरसिला-महफूज) :—मिस्टर स्पीकर सर, अर्थमंत्री महाशयने जो बजेट हमारे सामने पेश किया हैं अुस बजेट की दो चीजों पर हमें गौर करना है। अुसमे से अेक चीज यह हैं कि हैदराबाद की हुकूमत किस किस को लाभ पहूंचा रही है और वह किस तरह से चल रही है दूसरी चीज यह हैं कि यह हुकूमत हैदराबाद की जनता के लिये जो की आज बहोत परेशान है, क्या कर रही हैं।

अिस बजेट को देखने के बाद जनता के सुख और शांति के लिये तथा, प्रगति के लिये कोअी खास चीज मेरी नजर मे नही आयी और न कोअी खास बात मालूम हुअी। अिस साल के बजेट मे कोअी ३२ लाख रुपये की कमी बतांयीं जारही है। अिस बजेट मे जिन जिन विभागों पर जियादा

खर्च होने वाला है वे मद अिस प्रकार है लॅन्ड रिफार्मस (Land Reforms) पचसाला प्लॅन अधिक गल्ला अुगावो की स्कीम तालीम, मेडिकल, और हरिजनों की अुन्नति और अुनके सुधार पर खर्च किया जानेवाला है। अिन तमाम बातों पर ठीक तरह से खर्च करने की और अुसे यशस्वी करने की जिम्मेदारी हम पर ही है अिन सब बातों पर मेरे विचार प्रकट करने के लिये मै खडी हुअी हूं।

सबसे पहले मै लॅन्ड रिफार्मस बिल के बारे मे जो चिफ मिनिस्टर साहबने हमारे सामने पेश किया है अपने विचार रखना चाहती हूं। बडे बडे जमीनदारों के पास जो जमीन है और जिनकी आमदनी ८०० रुपये से अधिक है अुनके बारे मे अेक बिल पास करके अैसे लोगों को जिनके पास भूमी नही है अुसे दिलाने की कोशिस आज सरकार की तरफ से की जा रही है। मै गव्हर्नमेंट से यह कहना चाहती हूं कि अिस तरह किसानों को जमीन बाटने से अुनका कोअी लाभ नहीं होता है। अिससे अुनका कोअी फायदा नही होता है। अिस से आखीर जियादा पैसेवालों का ही लाभ होता है गरीब किसानों को सरकार की तरफ से जमीन दी जाती है तो अुस पर हल चलाने के लिये अुनके पास बैल तक नहीं होते खेतों मे डालने के लिये अुनके पास खाद भी नहीं होती। अिसलिये वे अपनी जरूरत को पूरा नहीं कर सकते किसानों को अिन सब जरूरी चीजों के लिये पैसे की बहूत जरूरत होती है। आखीर मे अुसी जमींदारसे कर्जा लेने के लिये मजबूर हो जाता है और फिर वह जमीन अुन्हीं जमीनदारों के पास चलीजाती है। अुनकाहीं फायदा होता है। मै कहना चाहती हूं किसानों को बैल लेने के लिये कुंवें आदि खोदने के लिये जियादा से जियादा तकावी देने की जरूरत है। अगर जियादा तकावी दी जायेगी तोहि गरीब किसानों का लाभ होगा।.

अिसके बारे मे मै दूसरी चीज यह कहना चाहती हूं कि आज भी बेदखलियां हो रहीं हैं। मै यह सुझाना चाहती हूं कि अगर सरकार गरीब किसानों को जमीन व सहायता दे तो अुसका कोअी नुकसान नही होनेवाला है सरकार के पास परंपोक बनचराअी आदि की जमीन है। अिसके बर खिलाफ अगर यह जमीन सरकार की ओर से गरीब किसानों को काश्त के लिये जमीनात दी जायें तो 'अधिक गल्ला अुगाव' की स्कीम जियादा कामियाब होगी। तो अिसलिये यह जो परंपोक जमीन है वह गरीब किसानों को पट्टेपर दी जानी चाहिये। अिस बजेट मे देहातों के सुधार के लिये कुछ नही रखा गया है और जो भी रखा गया है वह बहुत कम है। जब हम देहातों मे जाते है तो देखते हैं कि वहां के सडकों की हालत बहुत ही खराब है अिन रास्तों को सुधारने की बहुत ही आवश्यकता है। लेकिन अिसकी ओर कुछ भी ध्यान नहीं दिया जा रहा है अुसी तरह वहां के घर भी ठीक नही रहते घर बाधने के लिये अिस बजेट मे ५० हजार रुपये रखे गये हैं। हमारे स्टेट मे २३ हजार गांव है तो यह पैसा तो बिलकुल ही कम है। आज तो कितने ही घर अैसे हैं कि जिनपर छत तक नहीं है। और बहुत सारे गरीब लोग तो खुली जमीन पर रहते है। गव्हर्नमेंट अगर किसी चीज पर सबसे पहले गौर करना है तो वह यह है कि हमारे देहातों की प्रजा मे सुख और शांती कैसे रहेगी। अिस बात पर आजकी हुकूमत बिलकुल ध्यान नहीं दे रही है। आज हमारे गरीब जनता के पास खाना नहीं है, कपडा नहीं है लेकिन गव्हर्नमेंट के पास देहातों को सुधारणे का कोअी प्लॅन नही दिखता है। कोअी भी स्कीम अिसके लिये गव्हर्नमेंट ने अभीतक अमल मे नहीं लाअी है। वैसे तो स्कीम बहुत बनती है लेकिन वे सब कागजों पर रहती हैं।

हैदराबाद के राजप्रमुख निजाम साहेब के पास तो काफी पैसा है। फिर भी अुनको हमारी और से लाखों रुपये हर साल दिये जा रहे हैं। हमारे सामने आज जितनी भी नअी स्कीमें आती हैं अुसके

लिये हमे करीब २० करोड रुपये की जरूरत है। यह रुपया यदि हमको मिला तो यह स्कीमें अच्छी तरह चल सकती हैं। अिसके लिये हमे सेंन्ट्रल से मदद मिलती है। लेकिन वह काफी नहीं होती नही होती क्यों न अिसके लिये निजाम साहबसे रक्कम ली जाय। वहां से अगर रक्कम मिलसकी तो हमारे प्लॅनस अच्छी तरह चल सकते हैं। निजाम साहब को दस्तूर के तहत रखा गया है। अेक ऑनरेबल मेंबर ने अपने भाषण मे कहा कि हमारे डॉक्टर अंबेडकर साहबने यह भारत का नया विधान बनाया है बात तो सही है बाबासाहब आंबेडकर ने यह विधान रूलिंग पार्टी मे रहकर बनाया है अिसको तो हम भी मानते हैं। लेकिन हम निजाम को बिना कान्स्टिटयूशन बदले कैसे निकाल सकते हैं हमने जब विधानको माना है तो राजप्रमुख को भी मानना हमारे लिये लाजमी हो जाता है।

شری مادھو راؤ نولیکر - میں نے یہ کہا تھا کہ ہم دستور کو بدل سکتے ہیں - میں نے یہ نہیں کہا کہ امبیڈ کر صاحب نے دستور نہیں بنایا - انہوں نے دستور بنایا ہے - لیکن انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم جس وقت چاہیں اس دستور کو بدل سکتے ہیں - دستور کو بدلنے کے لئے پارلیمنٹ کو حقوق دےگئے ہیں - اس کے تحت نظام کو بھی یہاں سے نکال دیا جاسکتا ہے -

श्रीमती राजमणी देवी :—अिसका कुछ देना नहीं चाहती। अब अिस बजेट मे मै देखती हूं कि ३६ लाख रुपये शहरों की भलाअी के लिये रखे गये है। लेकिन यह रखम रखते समय देहातों के मजदूरों का कुछ भी खियाल नहीं किया गया। मेरे खियाल मे कम से कम आधी रखम तो अिसमे से देहातों के मजदूरों के लिये रखती जरूरी थी। अिससे यह पत्ता चलता है आपका देहातों की तरफ कितना खियाल है।

छोटे तालाबों और कुंवों के लिये अिस बजेट मे ७० लाख रुपये रखे गये हैं। यह तो बहुत अच्छी चीज है। लेकिन रखम खर्च करने के लिये प्रदाय विभाग को याने सप्लाय डिपार्टमेंट (Supply Dept.) को दी जाय तो जियादा अच्छा होगा। और अुन्ही की तरफ से यह तालाब और कुंवों के लिये मदत के तौर पर दी जाय तो ठीक होगा। मौजूदा प्रोसीजर अैसा है कि पहले रक्कम बजेट मे मंजूर होगी फिर फायनान्स डिपार्टमेंट से मंजूर होगी और फिर तामिरांत से मंजूर होने के बाद वह बाटी जायेगी। अिसमे काफी समय लगता है। अिसलिये यह रखम सीधे प्रदाय विभाग से दीजानी चाहियें, जिससे जियादा गल्ला अुगाव की स्कीम मे अिसकी मदद होगी।

२० लाख रुपये प्रायमरी अेज्युकेशन के लिये रखे गये हैं। अिससे नये नये प्रायमरी स्कूल्स खोले जायेंगें। यह प्रायमरी स्कूल्स अधिक से अधिक देहातों मे खोलेजाने चाहिये जिससे गरीब किसानों के लडकों को प्रायमरी शिक्षा मिल सके। अिसके लियें सब स्टेट मे प्रायमरी अेज्युकेशन कंपलसरी करना चाहिये। और अुसके लिये ही रुपया खर्च होना चाहिय।

पिछले साल के बजेट मे १० लाख रुपय शेड्यूल्ड कास्टस (Scheduled castes) के लोगों की अुन्नति के लिये रखे गये थे। लेकिन अिस साल के बजेट मे सिर्फ साडेसात लाख रुपये ही रखे गये हैं। पिछले साल से अिस साल अिन लोगों की भलाअीके लिये कम रुपये रखे गये हैं। क्या गव्हर्नमेंट यह समझती है कि अब अिन लोगों की हालत सुधर गअी है ? मै तो हुकूमत से यह कहना चाहती हूं कि आज तो हम लोगों की हालत बहुतही खराब है। सबसे जियादा अगर गरीबी किसी तबके मे है तो

वह हरिजनों मे हि है। अिन्ही की हालत आज बहुत ही खराव है। ये लोग आज भी जानवरों का मांस खाकर रहते है। अिससे बढ कर यह बात है कि आज ये लोग अपना आत्मसन्मान खोकर बैठे हैं और जो आदमी अपना आत्मसन्मान खोकर बैठता है वह आगे कुछ नहीं कर सकता। अिस बजेट मे जो साढेसात लाख रुपये अिस मद पर रखे गये है बिलकुल ही नाकाफी है।

अिन लोगों ने जितनी मुसीबतें आजतक अुठाअी हैं अुतनी दूसरे किसीने नहीं अुठाअी है। कम्युनिष्ट और रझाकारों से अगर किसी को जियादा कष्ट हुवा है तो वह अिन्हीं को हुवा है। हमने देखा है जब कि तेलंगाना मे गडबड हो रही थी तब वहां के अिन लोगों को काफी मुसीबतों का सामना करना पडा है। रातमे आकर कम्युनिस्टस अिन्हें पीटा करते थे। और दिन मे आकर पुलिस अिन्हें तंग कर के मारपीट किया करती थी। याने दोनो तरफ से लोग कुचले जाते थे। अिन्हीं दिनों हमारे मां बहनोंकि अिज्जत ली गअी और अुन्हें बुरी तरह सताया गया। अैसे लोगों की मदत के लिये सरकार को अवश्य ही जियादा खर्चा करना चाहिये। पहले १० लाख रुपये रखे गये थे। अिस साल सात लाख रुपये ही रखे गये और शायद यह समझ कर की अब अिन लोगों की हालत काफी सुधर गअी है। अगले साल के बजेट मे २-३ लाख रुपयं ही आप रखेगें। अिसका मुझे अभी से डर है। अपने अिस बजेट मे पोलिस पर होने वाला खर्च गये साल के मुखाबिले मे अिस साल कम किया है यह तो अपने बिलकुल ठीक किया। यहां के सभी पार्टीयों की राय थी कि पोलिस का खर्चा बहुत जियादा है। अुसे मान कर आपने अुसमे कमी की है अिसके लिये तो धन्यवाद लेकिन फिर भी अितना खर्चा कम होना चाहिये था अुतना नही किया गया। फिर भी कुछ न कुछ हुवा। शेडयुल्ड कास्ट को मदद देने का और अैसे जो दुसरे मद हैं अुनमे से आपने खर्चा कम किया यह बिलकुल ठीक नही किया। अुसपर जियादा से जियादा खर्चा करना चाहिये अितनाही कहकर मै अपना भाषण समाप्त करती हूं।

شری بی - ڈی - دیشمکھ - مسٹر اسپیکر سر - گزشتہ دو روز سے هاؤس کے دونوں جانب سے آنریبل ممبرس نے اپنے اپنے وچار رکھے هیں - ٹریژری بنچس کی جانب سے اس کو ڈیفینڈ (defend) کرنے کے متعلق باتیں کہی گئیں - اپوزیشن کی جانب سے جو اعتراضات اٹھائے گئے هیں اون کو سمجھنے کی بجائے ٹریژری بنچس کی جانب سے ان کو مضحکہ خیز الفاظ میں ٹالنے کی کوشش کیگئی - یہ کہا جاتا ھے کہ اپوزیشن نے گزشتہ سال بجٹ کے متعلق جو رٹ لگائی تھی کہ جاگیرداری بجٹ ھے ، نظام شاھی بجٹ ھے لوٹ کھسوٹ کرنے والا بجٹ ھے وھی باتیں اب بھی کہی جارھی هیں - لیکن میں هاؤس کے سامنے یہ چیز رکھنا چاھتا هوں کہ اپوزیشن نے اس کو لوٹ کھسوٹ کا بجٹ کیوں کہا ھے .. اس کے لئے هم کو جانچ کرنی پڑیگی - انڈیا میں جو امپریلیسٹ گورنمنٹ ھے ، اوس کے بجٹ بنانے کا جو ڈھنگ ھے - اس کے جمع و خرچ کرنے کا جو طریقہ ھے اوس سے هٹ کر یعنی جمہوری بنیادوں پر جو ایسی هرنی چاھئے ، جمہوری طریقہ پر اوس کو خرچ کرنا چاھئے یہ چیز هم موجودہ بجٹ میں نہیں پاتے - ھمارے جمع اور خرچ کا جو طریقہ ھے اسے هاؤس کے سامنے لانا چاھتا هوں - اس بجٹ کو لوٹ کھسوٹ بجٹ کیوں کہا جاتا ھے ؟ اس کی کیا وجہ ھے ؟ اس کی وجہ یہ ھے کہ سنہ ۳۰ع یا اس سے پہلے جس طرح انگریزوں کی امپریلیسٹ گورنمنٹ سنٹر میں اور پراونسس میں بجٹ بناتی

تھی ، جس طرح ریوینیو جمع کرتی تھی ہم بھی آج وھی کررہے ہیں ۔ جس طرح سابقہ حکومتیں ٹیکزیشن کیا کرتی تھیں اوسی طرح ہم بھی کر رہے ہیں ۔ جس ڈھنگ سے آئی ۔ سی ۔ یس سکریٹریز بجٹ بنا تے وقت سرچا کرتے تھے اوسی طرح سے ہم بھی سوچ رہے ہیں ہمارا بجٹ خواہ ۲۸ کروڑ کا ہو یا ۲۹ کروڑ کا ، خواہ اوس میں ۲۰ لاکھ کا خسارہ ہو یا ۴۰ لاکھ کا اضافہ ، اعداد کے جادو میں ہم کو جانے کی ضرورت نہیں ۔ ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ گورنمنٹ جو فیگرس ہمارے سامنے رکھتی ہے وہ اچھی طرح سے جان بوجھکر رکھتی ہے ۔ ہم کو یہاں یہ دیکھنا ہے کہ عوام کی جیبوں سے زیادہ سے زیادہ پیسہ کسطرح حاصل کیا جارہا ہے ؟ بجٹ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈائرکٹ ٹکس (Direct Tax) کی بجائے ان ڈائرکٹ ٹکس (Indirect Tax) زیادہ عائد کیا جارہا ہے ۔ آنریبل فینانس منسٹر نے کہا ہے کہ ہم (۶۰) فیصدی ڈائرکٹ ٹکس حاصل کررہے ہیں ۔ جب ہم زیادہ سے زیادہ پیسہ اس سے حاصل کررہے ہیں تو ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کونسے مدات ہیں جن سے یہ آمدنی حاصل ہوتی ہے ۔ ہماری اہم آمدنی کی مد اکسائیز ڈیوٹی ہے ۔ اکسائیز کی آمدنی کے پچھلے اعداد دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سنہ ۳۵ سے یا اسکے بعد سے اس آمدنی میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے ۔ مگر یہ پیسہ کہاں سے آتا ہے ؟ آمدنی کا دوسرا ایٹم ریوینیو ہے جو اٹھارہ فیصد وصول ہوتا ہے ۔ زرعی علاقوں کی جو ترقی ہے وہ گریڈیڈ سسٹم (Graded System) پر نہیں ہے ۔ (۸۰) فیصد چھوٹے کاشتکاروں کے جیب سے پیسہ خزانہ میں جمع ہوتا ہے ۔ زیادہ غریب کسان طبقہ ہی اس سے سفر (suffer) ہوتا ہے ۔ اسکے علاوہ فارسٹ (Forest) اسٹامپ (stamp) اور رجسٹریشن (Registration) ہماری آمدنی کے دوسرے ذرائع ہیں ۔ انگریزوں کے زمانہ میں آمدنی کیلئے ان ذرائع کا سہارا لیا جاتا تھا ۔ لیکن آج یہ طریقہ ہمارے لئے موزوں نہیں ہے ۔ یہاں ریوینیو کے ڈائرکٹ ٹکس کا جو طریقہ ہے یہ ایک بوسیدہ طریقہ ہے ۔ ان ڈائرکٹ ٹکس (Indirect Tax) جو ساٹھ فیصد لیا جارہا ہے اسمیں اکسائیز ڈیوٹی بھی شامل ہے ۔ میں عرض کرونگا کہ یہ ٹکس کا طریقہ غلط ہے ۔ ان ڈائرکٹ ٹکس کا جو طریقہ ہے وہ سراسر غلط ہے ۔ دوسری چیز کسٹمس ہیں ۔ کسٹمس سے روپیہ وصول کرنے کا جو طریقہ ہے وہ بھی غلط طریقہ ہے ۔ دنیا میں جو جمہوری حکومتیں ہیں وہ ڈائرکٹ لینڈ ریوینیو کے وصول کرنے کے خلاف ہیں اور اکسائیز سے جو روپیہ وصول کیا جاتا ہے دوسرے ممالک اسکے بھی خلاف ہیں ۔ میں رشیا کی مثال نہیں دونگا ۔ امریکہ اٹلی اور دوسرے ممالک بھی اسکے خلاف ہیں ۔ ہندوستان میں اکسائیز کی آمدنی (۹) فیصد اور ریوینیو سے (۱۵) فیصد وصول کیجاتی ہے ۔ اٹلی میں (۰.۷) فیصد اور ہنگری میں (۰.۴۳) فیصد ریوینیو وصول کیا جاتا ہے حیدرآباد میں ریوینیو کی آمدنی (۱۸) فیصد ہے ۔ اسکے بعد کسطرح کہا جاسکتا ہے کہ کاشتکاروں کو یہاں سہولت دیجارہی ہے ؟ جب یہاں انگریزوں کی حکومت تھی تو وہ دو طرح سے سوچتے

تھے - انکا نظریہ یہ تھا کہ ٹکسس اسطرح سے قائم کئے جائیں کہ ھندوستان کو گرفت میں رکھا جاسکے اور دوسرے یہ کہ یہاں کی پیداوار کے ذرائع کو کسیطرح کمزور رکھا جائے آج ھمیں اسکے برعکس سوچنا چاھئے - بحیثیت مجموعی نیشن بلڈنگ ورکس (Nation building works) پر ھم (۳۹) فیصد خرچ کررھے ھیں - لا اینڈ (Law and order) پر (۱۰) فیصد خرچ کیا جارھا ھے - لا اینڈ آرڈر پر انگریزوں کو اسقدر خرچ کرنیکی ضرورت تھی - لیکن ھم ان حالات میں نہیں ھیں - ھمیں لا اینڈ آرڈر آرڈر پر اسقدر خرچ کرنیکی ضرورت نہیں ھے کیونکہ یہ عوامی حکومت ھے - لا اینڈ آرڈر کے نام پر پولس سٹلمنٹ (Police Settlement) جیل ، عدالت اور اس قسم کے اسنشل سرویسس (Essential services) پر کم سے کم خرچ کرنا چاھئے - گزشتہ سال کے بجٹ کو سامنے رکھیں تو معلوم ھوگا کہ بہت کم کمی ھوئی ھے - انگریزوں کی حکومت اسنشیل سرویسس پر زیادہ خرچ کرتی تھی اور نیشن بلڈنگ ڈپارٹمنٹس پر کم آج ھمارا بھی وھی حال ھے - نیشن بلڈنگ ڈپارٹمنٹس پر کم خرچ کررھے ھیں - ھلتھ ڈپارٹمنٹ ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ ، اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ اور ویٹرنری ڈپارٹمنٹ کو علیحدہ علیحدہ دیکھیں تو معلوم ھوگا نہ یہاں کا اڈمنسٹریشن (Administration) تو ھیوی (Heavy) ھے لیکن فائدے کم حاصل ھوا ھے ھیں نہ صرف یہاں بلکہ سارے ھندوستان کا اڈمنسٹریشن ھیوی ھے - اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا - اسکا اثر بجٹ پر کیا پڑتا ھے وہ ظاھر ھے - نیشنل بلڈنگ ڈپارٹمنٹس پر جو بھی خرچ کیا جاتا ھے اس میں سے ھزاروں روپے تنخواھوں کیلئے ھی خرچ ھوجاتے ھیں یہ دیکھکر ھمیں مایوسی ھوتی ھے کہ عوام کے جیب سے آپ روپیہ کھینچتے ھیں اور پھر انکو واپس بہت کم دیتے ھیں - او نکو کتنا فیض اور کے لئے ھی خرچ ھوجاتے ھیں - یہ دیکھکر ھمیں مایوسی ھوتی ھے کہ عوام کے جیب سے فائدہ پہنچاتے ھیں ، یہ بجٹ کے اعداد دیکھنے سے نہیں معلوم ھوگا بلکہ پراکٹیکل تعلیمی حالت دیکھیں تو معلوم ھوگا کہ ھماری لیٹریسی (Literacy) کا اسٹینڈرڈ (Standard) دس فیصدی سے زیادہ نہیں ھے - ھمارے ھاں کالجس کی تعداد نہیں بڑھ سکی - پرائیمری اسکولس کتنے قائم کئے گئے ھیں ؟ اسٹیٹ کے ۲۲ ھزار دیہاتوں میں ۵ سال میں مدرسے قائم کرنا چاھتے تھے - دو سال گزر گئے - کیا بقیہ تین سال میں ۱۶ ھزار مدرسے ھم قائم کرسکتے ھیں ؟ اس لحاظ سے میں عرض کرونگا کہ ھمیں نیشنل بلڈنگ ڈپارٹمنٹس کی جانب خاص توجہ کرنی چاھئے - اب میں میڈیکل ڈپارٹمنٹ کے متعلق کچھ عرض کرونگا - حیدرآباد میں (۳۰۲) ڈسپنسریز (Dispensaries) ھیں . (۳۰) فیصد ھاسپٹلس (Hospitals) حیدر آباد سٹی میں ھیں - اس لحاظ سے دیکھیں تو معلوم ھوگا کہ حیدر آباد کی ایک کروڑ (۸۶) لاکھ کی آبادی کے لحاظ سے کتنے ڈاکٹروں کی ضرورت ھے - حیدر آباد میں ایک لاکھ ابادی کیلئے ایک ڈاکٹر ھے - ھماری جمہوری حکومت میں یہ گھٹا ھوا معیار نہ ھونا چاھئے - کم از کم ھر ایک ھزار کی آبادی کے لئے ایک ڈاکٹر ھونا چاھئے - غور کرنا چاھئے کہ ھماری نیشنل بلڈنگ ڈپارٹمنٹس کی ترقی کس قدر پچھڑی ھوئی ھے کہ (۵۰۳) اسکوائیر میل ایریا میں ایک ھاسپٹل ھے - ایجوکیشن

ڈپارٹمنٹ کا بھی یہی حال ہے ۔ حیدرآباد کے طلباء کی تعداد مدارس سے تقسیم کیجائے تو معلوم ہوگا کہ (۱۸۰۰) کی آبادی کیلئے ایک اسکول ہے ۔ اس سے پرائمری اسکول کو خارج کردیں تو معلوم ہوگا کہ اعلی تعلیم بالکل محدود ہے ۔

مڈیکل ڈپارٹمنٹ کا بھی یہی حال ہے کہ چند لوگوں کو معمولی سی میڈیکل ایڈ (Medical Aid) پہنچ جاتی ہے ۔

اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ کا بھی یہی حال ہے ۔ ڈپارٹمنٹ میں زیادہ رقم خرچ کیجارہی ہے ۔ حیدرآبادی عوام تک اسکا فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے ۔ جہاں پانچ لاکھ جانوروں کی تعداد ہے وہاں بریڈنگ نسل کیلئے اضلاع میں ایک جانور بھی سپلائی نہیں کیا جاتا ۔ اسلئے میں کہونگا کہ یہ وہی جاگیردارانہ بجٹ ہے جیسا کہ اب تک بنتا آیا ہے ۔ چند مدات میں کمی اور چند میں زیادتی کردینے سے ترقی نہیں ہوسکتی ، جب تک کہ بنیادی تبدیلیاں نہ کیجائیں ۔ مجھے امید ہے کہ آنریبل فینانس منسٹر میرے ان سجیشنس (Suggestions) پر غور کرینگے ۔

شری ورکانتم گوپال ریڈی (منسٹر ایکسائز) ... دو تین دن سے بجٹ پر جو تنقید و تبصرہ کیا جا رہا ہے وہ واقعی بہت اچھی چیز ہے ۔۔ اس سے گورنمنٹ کو سوچ و چار کا موقع ملتا ہے اور ہر مسئلہ کے تمام پہلو اسکے سامنے جاتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک کے سوچنے کا طریقہ مختلف ہوتا ہے اور ایسے مختلف زاویہ نظر سے گورنمنٹ واقف ہوکر جو کام کریگی وہ جانچ کے بعد کریگی اور وہ بہتر ہوگا ۔ گذشتہ سال کے مقابلہ اس سال جو بہتر بجٹ پیش ہوا ہے اس کے لئے فینانس منسٹر قابل مبارکباد ہیں ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مڈیکل میں گذشتہ سال ۱۰ نے ۲ پائی فی کس خرچ رکھا گیا تھا لیکن اب اسکی بجائے فی کس ۱۴ نے ۲ پائی خرچ رکھا گیا ہے ۔ اس طرح عوامی سہولتوں میں اضافہ ہو رہا ہے جو ملک کی ترقی کا باعث ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ جو اضافہ ہوا ہے وہ ناکافی ہے ۔ لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہمارے کسان اور غریب لوگ زیادہ ٹیکس ادا نہیں کرسکتے جسکی وجہ سے حکومت بھی غریب ہے ۔ جس رفتار سے ہم ترقی کرسکتے ہیں اس رفتار کو پیش نظر رکھکر پلان تیار کیا گیا ہے اور اسی پلان کے بموجب حکومت آگے بڑھ رہی ہے ۔ اس کی ذمہ داری صرف ٹریزری بنچس پر ہی نہیں بلکہ اپوزیشن بنچس پر بھی ہے ۔ وہ بھی ملک کو آگے بڑھانے کے ذمہ دار ہیں ۔ میں مانتا ہوں کہ انہوں نے جو تنقیدیں کیں ان میں کچھ واجبیت ضرور ہے ۔ کسانوں کی ترقی اور بہبودی کے لئے جس تیزی سے قدم اٹھایا جانا چاہئے تھا نہیں اٹھایا جا رہا ہے ۔ میں اعداد پیش کرسکتا ہوں ۔ آج ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ غذا کا ہے ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اگر باہر سے چاول منگوایا جاتا ہے تو گورنمنٹ ۲۳ روپئے ۲ نے فی من ادا کرتی ہے اور اگر لیوی کے ذریعہ ہمارے کاشتکار سے لیتی ہے تو اسکو ۱۰ - ۳ - ۱۲ روپئے فی من کے حساب سے دیتی ہے ۔ اس طرح (۱۱-۳-۸) روپئے ہمارے کسانوں کو کم دئے جاتے ہیں ۔ اس لحاظ سے ہمارے کسانوں سے مجموعی طور پر

(۲۸۵۶۰۰۰) روپے وصول کئے جاتے ہیں - لیکن اسکے باوجود بجٹ میں ان کے لئے زیادہ رقم نہیں رکھی گئی ہے - میں مانتا ہوں کہ حالات کی وجہ سے حکومت مجبور ہے - اس لئے ہمارے ملک کی جڑ رہتی ( ) ہے اسپر غور کرنا ضروری ہے - اسکے علاوہ آنریبل ممبرس چاہے ادھر کے ہوں یا ادھر کے شہروں کی ہی اتنی (उन्नति) چاہتے ہیں - انٹلجنشیا (Intelliegents) اپنے ہی مفاد کے کام کرتے ہیں - وہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں ، تجربہ کار ہوتے ہیں اور اپنے مطالبات کو صحیح طور پر منوانا چاہتے ہیں - ہمارا گذشتہ سال کا ہی تجربہ ہے کہ سرشلسٹوں نے لیوی کی وصولی میں فی من ایک روپیہ زائد وصول کئے جانے پر ستیاگرہ کی - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اسی طریقہ سے کسانوں اور مزدوروں کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے ؟ نام تو کسانوں اور مزدوروں کا لیتے ہیں - مگر وہ انٹلجنشیا کی نمائندگی کرتے ہیں - ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ دیہاتوں میں کسقدر بد ہنگامی ہے - دیہاتوں میں پینے کے لئے پانی تک نہیں ہے - حیدرآباد میں نل ہے ، لائیٹ ہے - یہاں رہنے والے کرتے ہیں - ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ دیہاتوں میں کسقدر بد ہنگامی ہے .. دیہاتوں میں کسطرح صحیح طور پر گاؤں کی حالات کو سمجھ سکتے ہیں ؟ اگر شہروں اور دیہاتوں پر جو خرچہ کیا جاتا ہے اگر اس کا حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ دیہاتوں پر اسی تناسب سے خرچ نہیں ہوتا جس تناسب سے شہروں پر ہوتا ہے - اس میں شک نہیں کہ پہلے کی بہ نسبت دیہاتوں کی حالت سدھری ہے - لیکن یہ صورت اطمینان بخش نہیں - اب تو کسانوں پر یہ پابندی بھی عائد ہو رہی ہے کہ کسی کی آمدنی سالانہ (۳۶۰۰) سے زائد نہو - مادھو راؤ کمیٹی کی رپورٹ کے لحاظ سے کسان کی آمدنی زیادہ سے زیادہ دیڑھ سو اور مزدور کی آمدنی ایک سو رکھی گئی ہے - اب ماہانہ (۳۰۰) روپئے آمدنی کی تحدید کسانوں پر عائد کی جا رہی ہے کم سے کم آمدنی (۵۰) روپیے رکھی گئی ہے - لیکن اسکے برخلاف ہم دیکھتے ہیں کہ شہروں میں تو سکریٹریز (۲۵۰۰) روپئے تنخواہ حاصل کرتے ہیں - یعنی وہ (۵۰) گنا زائد آمدنی پاتے ہیں - آئندہ بجٹ میں اور اس پر غور ہونا چاہئے - مجھے امید ہے کہ ایسے عہدہ دار خود اپنی تنخواہوں میں کمی کرلینگے تاکہ انکا ملک بہتر ہو - میں یہ بھی کہونگا کہ گذشتہ سال زر مالگزاری کیوں اچھی طرح وصول نہیں کی گئی - سختی سے وصول کی جانی چاہئے - میں میڑچل کا نمائندہ ہوں - میں جانتا ہوں کہ دیہاتوں کی کیا حالت ہے - میرے - میڑچل تعلقہ میں گذشتہ سال ۸۶۳۱ ایکر تری کاشت ہوئی تھی - لیکن اس سال اوسکے مقابلہ میں (۱۹۳۱) ایکر تری کاشت چاول کی ہوئی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کس طرح زندگی بسر کر رہی ہے - وہاں جو بد حالی ہے اسکو سمجھنا ضروری - ابکاری اور دوسرے مدات آمدنی میں اسلئے کمی ہوتی جا رہی ہے کہ ہمارے مارکٹ گرتے جا رہے ہیں - لوگوں کی قوت خرید گرتی جا رہی ہے - خاص طور پر میں ضلع حیدرآباد کی نسبت کہونگا

کہ ہمارا جتنا بھی مارکٹنگ بزنس (Marketing Business) ہوتا ہے وہ شہر حیدرآباد میں ہوتا ہے - لیکن شہر حیدرآباد میں مارکٹنگ پر کنٹرول نہیں ہے - عثمان گنج میں لوٹ ہوتی ہے - یہ علاقہ میونسپالٹی کا ہے میونسپالٹی کو تو دیہاتیوں سے کوئی ہمدردی نہیں - لاکھوں روپئے دیہاتیوں سے وصول کئے جاتے ہیں - ترکاری بھاجی دیہاتوں سے شہر میں آتی ہے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مارکٹ والے من مانے مال بیچ دیتے ہیں اور من مانے منافع خود وصول کرلیتے ہیں - اسطرح کسان کی کوئی ہمت افزائی نہیں ہوتی - کہا جاتا ہے کہ کمیونزم اور ذہینوں کے مسائل حل کرنے کے ہیں - لیکن میں کہونگا کہ شہروں میں جو سہولتیں حاصل ہیں دیہات والوں کو وہ سہولتیں نہیں ملنے کی وجہ سے یہ مسئلہ اٹھا ہے - شہر والے اپنی چالاکی سے فائدہ اٹھاتے ہیں - لیکن دیہات والے پیچھے رہجاتے ہیں -

میں ایک اور چیز کی طرف توجہ دلاؤنگا - بدقسمتی سے سابقہ جاگیری علاقوں میں نہ تو اسکولس کے لئے عمارتیں ہیں نہ تحصیل کچہریاں ہیں نہ دواخانوں کے لئے عمارت ہے - میں یہ کہونگا کہ جس طرح بیک ورڈ کلاسیس کی ترقی کے لئے خاص طور پر کوشش کی جاتی ہے اسی طرح ان جاگیری علاقوں کی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے انتظامات کئے جانے چاہئیں - میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں نیلوفر ہسپتال جیسے بڑے بڑے دواخانے بنائے جائیں بلکہ حسب ضرورت چھوٹی بڑی عمارتیں بنائی جائیں - میں گورنمنٹ سے یہ کہونگا کہ وہ اس مسئلہ پر خاص توجہ دے -

ابھی بہت سے مسائل ہیں جن پر مجھے بحث کرنا تھا چونکہ وقت زیادہ نہیں دیا گیا ہے، اسلئے میں اتنا کہکر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

شری مادھو راؤ سوامے (قندھار) - مسٹر اسپیکر سر - جب سے یہ اسمبلی شروع ہوئی ہے مجھے تقریر کا موقع نہیں ملا ہے - اب موقع ملنا چاہئے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آپ کے لئے آئندہ بہت سے مواقع ہیں - اب آنریبل فینانس منسٹر اپنی تقریر شروع کرینگے -

Mr. Speaker : The hon. Finance Minister.

The Minister for Finance (Dr. G. S. Melkote) : Mr. Speaker, Sir, for the past three days I had listened to speeches made by the hon. members of this House. As the members belong to different political parties, the points raised naturally differed. Before I proceed further, I should say that it is my proud privilege to present the second year's budget to this House. Various members while criticising the Budget Estimates welcomed certain items and even went to the extent of extending kind sentiments to me. I must therefore express my gratitude for those kind sentiments. Grievances no doubt have

been expressed some times in strong and some times in mild terms. Good words have also been spoken. Neither I get elated by appreciative references nor get depressed by the volume of grievances. Budget has to be conceived as a whole, that has been my request. Members returned from various constituencies naturally take particular cognisance of the grievances of their constituencies and as a specialist in medicine, I may mention that when a normal patient goes to specialist, the latter will always look to his abnormality. But a general practitioner will consider the diagnosis of abnormality of the specialists as normal—because he strikes an average—and advises the patient not to resort to any medicine. Position is the same with regard to the Budget. The Members who have specialised knowledge of their constituencies have tried to seek solutions in the Budget, for their grievances but when they were not available they have expressed their dissatisfaction. That is understandable. But I have to say that even the most expert Finance Minister on the face of the earth will not be able to find solutions to all the problems that the members may place before the House. I have attentively listened to the grievances raised, the different loopholes pointed out, and several drawbacks shown; still, I would like to reiterate that the Budget is a sound one. When I say this, naturally I must substantiate my argument with facts and figures; and during the course of my speech, I will place before the House the picture I have in my mind.

I would now like to analyse the different points that have been placed before this House by the various members. There are members who have spoken very critically of the Budget but would I be wrong to say that without taking the financial view of the Budget. I can only say that they have spoken as members of the opposition-opposition for opposition sake. The criticisms that have been levelled against the Budget are wholly and solely from the political angle. Politics is certainly linked with economics; but that is not everything. It has its own limitations, and if one looks at the budget from the political angle, everything would appear to him as twisted. Then there is the economic aspect. Economic features of the Budget may be looked at from various aspects. The Budget, is the statement of Revenue receipts and expenditure. In the preparation of the Budget one has to keep in view the income and the expenditure; and try to ward off defects such as nepotism, corruption, slowness of top heavy administrations etc. which are likely to appear in their administration. The deficiencies, the progress made, the need for further progress,

the need for money etc.; various development and welfare schemes—Five year plan and the community projects—for nation building activities; together with the overall picture of the Budget, I would like to keep before my mind. In the wake of this, I will try to explain the Budget and meet the various criticisms made by the members. Firstly I will take up criticisms of those members who have held an adverse view just for opposition sake—I will not mention names of those members nor do I remember them—I will take their criticisms for what they are worth. If there is any truth in those criticisms, I will naturally take them into account and try to answer. However, I will like to tell those members who are looking at the Budget from a political angle that the Budget is not a political testament of any party. It is a balance sheet of the income and expenditure—profit and loss— of the State as such. If one looks at the Budget from a political angle, he will miss this picture altogether and his mind will be diverted from the realities of the situation. I will not dilate further on this point because the time at my disposal is very short. But within the limited time I have got, I shall try to cover the main points about the Budget—

During the discussion on Rajpramukh's Address and general discussion on the Budget the question of Rajpramukh was raised on the ground saying it is an institution over which we are incurring expenditure. I am not sure whether the members were clear in their minds when they spoke about the removal of Rajpramukh. I do not know whether they feel that they are competent to remove the Rajpramukh from where he is today. The institution of the Rajpramukh is there because of the Constitution which the people of India have adopted. As such, the necessary sanction of the different States and the Centre has to be obtained if we want to abolish the institution of Rajpramukh. Let us analyse what the powers of the Rajpramukh are. Is the Rajpramukh the same autocratic ruler who made and unmade laws? Why should the hon. Members unnecessarily raise a fear complex against the Rajpramukh in their own minds, as well as in the minds of the people at large? This Rajpramukh is our own making; and the moment we do not want him, he will not be there. So long as the institution of Rajpramukh is recognised by the Constitution, he is bound to be there. Necessary sanctions have got to be obtained before we abolish that institution. Several references, have been made by the various parties to the promises and pledges of the Congress Party in this respect during the pre-police Action. I want to tell them definitely

that today, after the Police Action and with the integration of Hyderabad with India, the Rajpramukh has not more associations with the old atuocratic regime.

I drop it there, because this political question can be discussed to any length with no end.

I shall now take up the question of Zamindari and Jagirdari. At the outset, I would like to mention the several epithets used by hon. members in naming the Budget. I tried to note down the epithets are endless. It would really be very interesting to site them. They have called it 'a bankrupt budget', 'a capitalist budget', 'a zamindari budget', 'a police budget', 'not a people's budget', 'a status quo budget', 'Old wine in new bottles', 'rich becomes richer and poor becomes poorer' 'Raktanama Samvatsara budget', 'the whole structure needs overhauling', 'lack of Gandhian approach and an evolutionary budget',... very many epithets. That is why I said each person looks at the budget from his particular angle and tries to give an epithet that suits him. It is for me to say whether that epithet suits the budget or not.

Taking for example the idea of 'a capitalist budget' they have dubbed so because therein comes the reference of Jagirdari and Zamindari—I do not want to digress very much. My friends have been most liberal to me in their sentiment this time. I cannot help saying a few things which are facts. One should remember that a democratic Government has come into being in Hyderabad only last year; and for the past 3 or 4 years those who were in charge of Government tried to bring in measures which would ensure the establishment of a democratic Government. They tried to democratise the whole structure and within this period, whatever achievements were possible were attained. I would ask the hon. members about the achievements of other Countries—I would simply use the words 'progressive country' as some of our opposition members would say. Look at the picture that we are trying to present today over this problem of Jagirdari and Zamindari and other allied matters which hon. members opposite would like to raise more as a political issue. Let me tell them that in the most progressive country of their imagination, after the Revolution of 1920, they introduced what is called N.E.P., the New Economic Policy. That was certainly not socialistic in structure, leave alone the question of its being communistic, because even today that progressive country does not feel it is fit enough to be called a 'communistic

country' and it calls itself a ' socialist republic '. Immediately after the revolution, when they found that things were not going on well and people were rebelling against the economic policy that was existing, they introduced that New Economic Policy which was nothing else but a capitalistic system of working out the Government. It may be noted that this was in the most progressive revolutionary country and if we analyse what had happened there, there was chaotic condition for a period of 5 or 7 years. The first 5 year plan itself came by 1928 ; the next 5-year plan was for the period 1933:38 ; the third, 1938-43 and the fourth for the period 1943-48, during the war period. In all these plans, when they found that it was difficult for them to manage, they wanted the help of technicians and material resources from capitalist countries. They took them from America, from Belgium, from England, from France and other countries. Lenin himslef stated that the economy of their country needed a change in order to go ahead. Considered in the light of this, I ask, what is wrong with mixed economy ? What is wrong with compensation ? Do not think for a moment that I am trying to protect the interests of the Jagirdars and the Zamindars. That certainly is not my intention. I shall be one with the opposition if they can reduce that compensation to almost nothing. This is a different question altogether. I feel it is for me to say a few things about the politics we adopt and why we adopt them. Along with the question of Jagirdari, the question of Sarf-e-Khas also is there. People have raised the question of compensation, privy purse and all that. These questions of privy purse and compensation did not crop up yesterday or day before ; they were there for many years, say, for more than 70 years. When the State could not find necessary funds to meet the expenses of the Nizam, he was given landed estate. At the time when Police Action took place here, all over India including Madras, Uttar Pradesh and other States measures were in progress for the abolition of Zamindari and Jagirdari. The Government here started thinking on these lines with a view to introducing ' mixed economy '. We have to understand this background. All this was achieved within three or four years from the date of attaining Independence. This is a process which any country has got to go through. Today, China proclaims that it is against capitalism, still it is a mixed economy. It is not wholly socialistic in character. This is the basic truth. If we look at from the other aspect, *i.e.*, from the economic aspect, I would like to know from the members sitting on Opposite Benches the position in respect of men, money and material during and after the Revolution what a colossal loss of men, money and material. After all what are

the changes they have effected ; what was the amount of time taken by them to achieve the present level. Even the most progressive country to come to the present level has taken 30 years. During the first five years of the revolution, nearly 40 lakhs of people died of starvation. But not even one died in our country. So the question is that of adoptability, that may suit our conditions. People quote Burma ; England and other Progressive countries ; but I do not like to hear any quotations from any country. This is our Bharat and everything we do, is from our own angle. People may call it good, bad or indifferent, we look at our own requirements and adopt ourselves to the needs of the country. That is certainly the policy of our Government. We are grateful to the Government of India for what all they did for us. We were the first to abolish the Zamindari. I very well remember what was written in papers and the sentiments expressed outside the State regarding taking over of Sarf-e-Khas and Jagirs yielding an income of 3½ crores. In the course of 10 or 15 years the whole process will be completed.

The people are feeling happy that this transition is coming. Those who are responsible for this change over are certainly not the Members of the Opposition. They say that even the pledged word of an individual has to be honoured. If it is so, do they suggest that the State which gives a word should not keep up its word. The State is much more responsible than the individual. The State Government is committed to liquidate the Jagirs and it wants to do this in the most-non-violent manner possible. This process must be completed quickly and efficiently. We are grateful to the Government of India for what it has done. I know there are certain sections who think otherwise. But people who know the situation and who think in a democratic manner and who want to see democracy thrive here, think in an entirely different manner. Hence, even after five years, our plans have not changed, but the conditions are not what they were five years ago. If we can adjust ourselves and plead with the Centre and impress upon them that their policy is not in confirmity with the situation and requires readjustment to suit the spirit of the time, it will be well and good. If we can induce both the Jagirdars and Rajpramukh to adjust to the times and if all these should take place in a most non-violent manner, how happy all will feel. I hope that it can be done and I also hope the Rajpramukh and the Jagirdars will understand the spirit of the times. I do not want to say more on this aspect, because I have taken already more

than half an hour. There are various other points to which I would like to refer. I would like to reply adseriatem to the various criticisms made and in the end wind up my speech by giving an over-all picture. I feel that if I take up in an order other than what I envisaged in the beginning, it will take much more time.

Some Members have stated that the income has not come upto expections. They also said that I minced matters in my budget speech. Some of the Members of the opposite benches said that the contingencies have not been shown properly and that we have tried to conceal details. May I request the House that at any time if a Member feels that I have tried to hide anything, he should come to me and I would explain him the position. It is not merely to hon. Members that I am speaking now, but also to the people behind them, the larger sections of the population, the real tax-payers, to whom I am answerable. In presenting this budget this year, I had to follow a certain procedure. In previous year the budget was prepared in the usual, routine manner. But now the Government of India have analysed and classified the different items and have given us directives. The Accountant General also has given certain instructions. If I remember correctly in the Estimates Committee also some Members said that there was no use of mixing up different items. They wanted to know how the contingencies were being utlised. I have met their desire. If the hon. Members are not satisfied, they may tell me their views and I will try to change it, if possible. These are simple matters. In the Explanatory Memorandum we have tried to give the hon. Members the information they required. We have not tried to hide any information.

Some of the hon. Members said that they do not understand the budget because it is in English. I have every sympathy with such Members. But we will have to make necessary arrangements. This matter will certainly be noted and considered, both from the point of view of expenditure, as also from the point of view of the convenience of Members. I do not wish to say more at present, but I shall certainly bear this in mind.

One of the hon. Members called this a 'bankrupt budget'. He said that the figures relating to debt, reserves and loans were not complete. I entirely agree. But no mistake has been made. We have given the figures under different heads.

We have not calculated for every rupee. To the extent we could show, we have shown large sums, but smaller items, we have not been able to show because, then the list will run very long. If hon. Members want further details, they can certainly approach me any time.

Shri V. D. Deshpande : There is a difference of one crore of rupees.

Dr. G. S. Melkote : This is made up of a number of miscellaneous items. To include I would have had to add one or two more pages.

Shri V. D. Deshpande : We find, in the first paragraph to the total comes to 18 crores, but at the end these items together come to 19 crores.

Dr. G. S. Melkote : All these sums are in the shape of assets, so we have not shown them here.

I just now said that the income has not come up to expectation. Various causes have been enumerated, but his mentioning of causes will not satisfy the House, it would much less satisfy me. Because, today, there could be no Finance Minister sitting on his bench, who would not like to increase the income. He cannot with complacency watch the downward trend in income. I do not want to go into details because the budget that I have presented depicts a true picture.

Some of the Opposition Members said that but for the Finance Commission coming to our aid, we would certainly not have made both ends meet. They said that we spread out hands and went begging to the Centre, which gave out doles and we accepted. This is not the case. That money has been taken from us according to a particular arrangement, under the Federal Financial Integration. As I have represented to the House long back, we felt and still feel, that a certain amount of injustice has been done to Hyderabad in the matter of subvention. The revenue gap was not upto the size we expected. We presented a comprehensive memorandum to the Finance Commission and once again, I have the pleasure to gratefully acknowledge the support extended to me by the House by unanimously passing the Resolution which strengthened my elbows when I pleaded our case before the Finance Commission in Delhi. As a result of our forceful arguments and various other causes, the subvention we got is, certainly much higher than what

we should have otherwise received. In my budget speech I said that the Finance Commission held that Hyderabad was not a fit case for receiving grants-in-aids. These have not been given to us. Hon. Members said that we should put up a fight. I would like to assure the House that whether or not we get it I will continue the struggle as I feel it my duty. To that last pie that is due to us we should continue the struggle. I assure the House that I will take up the question and certainly try to move the matter with the Centre again.

But what is wrong in accepting the money from the Centre? We are part of India. The Central Financial structure is based on procedure. Taxes are collected from the various States and a portion of them is again distributed to the State according to area, population, backwardness and other needs. There is nothing wrong about this. It is definitely not a question of begging. What is taken from us is given back to us in acordance with a particular decision. But in trying to get the money, if I plead with the Centre, it cannot be said that I am going about with a begging bowl. Let me assure the House that I will not go begging to anybody at any time. We had a just case and we got our due. It certainly is not begging.

One of the hon. Members of the Opposition said that the budget in some respects is an over-estimate, and in another an underestimate and presents a rosy picture in parts. I would like the hon. Member to locate the over and underestimates. Another hon. Member tried to point out that the technical advice given to me was not correct and the technical experts were not endowed with correct presight to make a correct appreciation of things to come. I do not know, if there is anybody in this House—unless he be an astrologer —who can read the situation in advance and tell us what the future would be like, how the national and international trade will fare and so on. We have got to plan the budget for a period of nearly an year. During this period many things may happen. Even during last year, the international gold standard varied so widely that from 330 rupees it came down to 270 or even less. Could any body envisage this? There was a time when it was believed that if Korean War ended peace would prevail in the world. Then something croped up again. Only recently one of the foremost leaders of the world, Marshall Stalin died. No one can anticipate the repurcussions these incidents will produce on the national and international trade situation. Things change due to various causes.

There has been trade depression due to various causes. Every one of us as financier would have appreciated those causes, and due to those fluctuations the estimates we have made might have not proved correct. Subvention has been an above estimate. We feel so happy about the subvention. Would we not feel happy if we get more money? But even that we did not exactly know. If any one could have said to us that such an amount would be our subvention, that the amount of money that we would have spent on developmental activities would have been much more than what I had earmarked last year. I am extremely sorry that I had to curtail the expenditure on development activities, but the financial stringency was so great. It would not be wrong to divulge here in the House as to what happened last year when I took charge of the portfolio of Finance.

Just before Police action, there was a reserve of nearly 86 crores of rupees in the State's treasury. About 20 to 25 crores of rupees had been spent away before Police Action by the then Ministry. Subsequently, due to various causes improvements-administrative expenses, law and order position by the time I took over, the amount was roughly about Rs. 14 crores. After setting apart the money for the I.T.F. and other things, I had to run the Government with hardly 2 crores of rupees and the monthly expenses were somewhere about 3½ to 4 crores of rupees. Every moment was anxious for me. In view of that, if today I am very happy because of bigger subvention I have been able to balance the budget and that the finances of the State are sound, would I be wrong ? people do not keep the complete picture of the difficulties that I went through the whole of last year. If, every month, to the treasury I had to say that Government was not in a position to meet its demand, would not the credit of the Government be at stake? I have somehow maintained the prestige of this Government. Under these circumstances, was it wrong to cut down a little expenditure of the developments? That is why I said that one should look at the whole picture and not from narrow angle nor from the point of view of the needs of a particular constituency. We must look at the picture of the finances of the Station, in a broader view.

It has been demanded that Maximum good should result to the maximum number of people ensuing maximum social advantage. These are very good maximo and they would remain as maximums and they would remain as ideals to be thrived for. I myself will place this maxim before my minds

eye and try my best to achieve but while preparing the Budget or during its consideration, let us be realistic in our approach. I do not crave for any other indulgence in this question.

Very many Members have said of the excess collections in jagir areas and excess levy on foodgrains. Of course, we are trying to do our very best in this direction. Defects there will always be and to the extent possible, we will strive to improve the situation, but I will only say that whatever defects we notice are our own. The Ministry must bear the brunt. If adminstrators had the advantage of experience and knew how to invest their money and get proper return where corruption would occur, where it had got to be rooted out, where bribery was taking place and all those things, I think things would certainly have been very much better. We had just stepped in and it would have served no purpose to have pleaded our inexperience. We were certainly inexperienced last year. At that time there were four ministers who had experience of the administration for nearly 1½ years. Look at their record today. They progressed rapidly, because they were able to work hard, and devote more attention to it since there was no legislature here then and they did not have to face this legislature. They could devote all their time morning and evening gathering information, gaining experience and understanding things from the colleagues who had already an administrative experience of 20 to 30 years. Our own colleagues became tutos to some of us, youngesters. Do the hon. Members want me to put my knife in the dark. No surgeon would do it. I would rather commit an omission and try to rectify it later and not try to cut into the main artery and kill a person. What is the wrong that we have done? Have we committed any big mistake for which you should thrash us ? Are we not trying to understand administration ?

We certainly give credit to the civil service. Many people have said that as Ministers and as Chief Minister we have been drawing only Rs. 1200/- whereas some of the Secretaries are drawing Rs. 2000/- and above. Certainly this should not be the case. We have been moving in the matter. Because some references to other countries had been made, I would like to mention certain things. What is Burma today after all. I do not like to make comparisons between one country and another. It would be wrong on my part sitting on the treasury benches to do so.

I personally feel that this should be of the record as far as the Press is concerned, but to the House I would say that today India's prestige is the highest in the world. Take the question of rehabilitation of refugees. Immediately on the advent of independence, from among the services, the English I.C.S. Officers retired and some opted out to Pakistan and only 15% remained. And what is it that out Civil Services have not done? They might have received salary, but had they not been loyal to the country? One crore of refugees came into the country, the like of which the world had not seen, and inspite of that no epedimic broke in the country. Could we not give credit to the medical services for their glorious achievements? Within a period of six months or more 600 Rajahs and Maharajahs were liquidated. Should we not give credit to our police officers for maintaining law and order without any untoward incident ? Is it not again the same Civil Service who contributed to the glorious chapter in the history of Kashmir ?

Is not our own country men who tried their best in not allowing to occur a single case of starvation though the food question was so very embarassing? Did we not draft our constitution with the assistance of the ablest men in the country such as Dr. Ambedkar, who were not in the Congress. Congress which was in power could have excluded them. It did not do so because the constitution pertain to the entire country. Even today our neighbour has yet to draft the Constitution and hold elections. I do not mean any disparagement. What I intend telling the House is Why should we underrate ourselves ? I give credit to all the personnel Civil service, who have done marvellous work. I have spoken to several of them and they have said. Well Sir, if the whole country wants to reduce our salaries we are for it. That is the spirit with which they are working. They have a spirit of loyalty and the hon. Members of the Opposition always speaking disparagingly about their work. It does not behave us to talk in such a tone. We should appreciate good and always encourage them. Some of us always look to the other country as if we are their pawn . Let us take pride of what we have achieved.

Inefficiency there has been and there is bound to be. As I said, I would like to take on myself the responsibility for the inefficiency of the administration of my Department. I am inexperienced. I would try to learn more. This year hope to do better provided you give me courage and provided you strengthen my hands, If I am worng, certainly pull me

down; I have no right to sit in this House and speak on behalf of the people. I am really very sorry to express this. We are here as a Congress Government. I want this Congress Govt., of ours to leave its imprest on the adminstration and first and foremost is the question of honesty and integrity. Believe me, within this period of one year, whatever has been possible for me and my colleagues we have done. It is therefore justifiable that we should take up the challenge thrown regarding the integrity and the honesty of the Ministers themselves. It would be wrong to think that we are sitting quiet. None of us wants dishonest people. We would strive out very best to improve the situation. With regard to the inefficiency particular reference to the death of a chaprasi, I have to mention one or two things. Do not think that the person who died was a chaprassi I do not mind it because he was an insignificant person. It is a matter, of which I am ashamed. That is the spirit which pervades the whole administration. I am going to enquire into the matter and assure the House that I will do my best.

Regarding the question of the status quo-administration it has been said that the structure is the same, it is passive, it is insensible, it is not trying to understand the people, and it has lost contact with the people etc. I do not belive that any of these are correct, although much of our time might be consumed by the desk work. Many of the members not necessarily from the Treasury benches came to me on several occasions and I heard their representations. I do not think any minister has ever refused to meet any representative just because he came from a particular quarter. Irrespective of their party affiliations they will be given full hearing because they have behind them the people. May be in some matters replies were not sent promptly. We have ourselves taken much time in some cases. I must confess that some of the files had been lying with me for months. I had to understand them. The hon. Members would have done the same thing if they were in my place. Some lapses might have occured in the beginning. But now, things are moving very swift. The Secretariats have been cautioned for the speedy movement of files, spaning which they have to furnish explanation. This applies from the lowest to the highest ranks. We are doing our best, and with more experience we hope to serve the people better. Some members made reference to remission to collection of taxes remitted.

Shri V. D. Deshpande: What about scaling down of salaries?

Dr. G. S. Melkote : I will come to that.

We have already moved in the matter. The hon. Member is perhaps, aware that the Govt. of Madras wanted to scale down the salaries of officials. I myself have tried to examine the position. As a matter of fact many of us made a strong plea about this at the Conference of the Finance Ministers held recently at Delhi. I think, the Centre is gathering information. In this connection, the Central Finance Minister, Shri Deshmukh, has been reported to have said day before yesterday that by scaling down the salaries of high officials, the poor will not become rich. Any way, I have not read his statement and, therefore, it would be wrong on my part to say anything about this. It is not a question of rich becoming poor or poor becoming rich; it is a question of principle. I should not say any thing about the Central Finance Minister's remarks, but I can tell this much that the Centre has already moved in the matter. Now, the ceilings of the salary of I.A.S. officers has been reduced from Rs. 1,800 to 1,400. I had occasion to discuss this matter with some leaders at Delhi. They held a different view altogether not that they dont want to achieve the level of China. But my enquiries show that apart from Rs. 600 received by the officials as salary there are various allowances like house rent, motor car etc. Should we adopt that thing here? We can also show Rs. 600 towards salary and remaining amount under different items. I may tell hon. Members that we like to conduct our affairs in the Gandhian way. Scaling down of salaries will take some time. while all these things are being said one should bear in mind that India is mainly an agricultural country. We can take pride in the fact that we are the first to fix basic holding and family holding. A rich person today cannot, on an average, earn more than Rs. 2,500 per annum about 200 a month—as things stand today and that too with the greatest difficulty. At best he may be able to send one son to the college. The other sons will have no education. That is the present situation. If 90% of the agricultural population in the rural area are subjected to such a standard of life, can we think that the situation in the cities will continue as it is? Will they sit quiet and see us moving in good cars, wearing good white shirts, living in palatial bunglows? Will they permit all these things? A silent discontent will start. This is bound to happen sooner than later. The main structure in India is that of agriculture and if we change that economy once, the entire economic structure of India will have to be changed. We will achieve this not in a revolutionary manner

in which it is being desired to do. All this talk is unnecessary here? What is required now is hard work and that too in the right direction. That is what we are doing today and as I said the scaling down of salaries will take place in the right time.

Dr. G. S. Melkote: How much time will you allow me Sir?

Mr. Speaker: You can continue upto 2 p.m.

Dr. G. S. Melkote: As a matter of fact, I will require another 2 hours; but since the Members are tired, I will try to conclude my speech as early as possible. I will summarise it as far as possible and give only such facts and figures as will disprove the criticisms levelled against many items.

Members estimated that the expenditure on maintenance of law and order is about 40%. I have collected data in this respect for the years 1948/49, 1949/50, 1950/51 and 1951/52. For this purpose, I have taken into account; General Administration, Police, Jails, Administration of Justice etc.

	Amount spent Rs. lakhs.
1948/49	332
1949/50	334
1950/51	736
1951/52	784
1952/53	604
1953/54	559

This works out to 19.97% on the total revenue. In Bombay, the Government is spending Rs. 1974 lakhs as against the sum of Rs. 559 lakhs which we are spending here. Bombay revenues are double the revenue estimates of ours. It is evident from this that the Bombay Government is spending nearly four times the amount which we spent last year, on maintenance of law and order. Madhya Pradesh which is about the size of Hyderabad is spending about Rs. 594 lakhs. Many of the hon. Members have said that we are not spending sufficient amounts on nation building activities. I may assure the House that we are prepared to spend almost every pie of what we are getting provided there is complete law and order.

But is that prevailing today? Of course, comparatively, the condition is better, and that is why we were able to curtail the expenditure on Police substantially. But even today some members have said that there is lawlessness in the village parts. As people were peace loving, a few constables were able to maintain law and order before. But today for every small demand people are made to agitate and any occurrence in rural areas is taken advantage of with the result that some members even hold out the threat of a revolution. I would ask, whether there are no underground heroes roaming about? Do we not still hear persons going about in the rural areas with arms? Do we not hear instances of houses being burnt down in the villages? To the extent that such things will not happen and to the extent the people will take to constitutional methods, money will be spent on development activities. I am prepared to cut down the police expenditure to the minimum provided law and order situation comes to normal. Since some members have characterised this budget as a police budget, I would like to take the House to the pre-police action days and show the figures regarding the expenditure incurred on police then. At that time, the so called army was a super police. That army was thrust into service——as many of the members from the opposition benches may be aware-in-Nalgonda in the year 1946. They were used as adjunct to the police. The army budget was also there at that time. 40% of the State area comprised Jagir and Sarif-e-khas. There was also the Nazme-Jamiat. All these things are to be taken into account when examining the police expenditure for the years before police action and after the police action. After all, we are spending much less than what was spent in 1946. I shall give the figures. In 1947/48 about Rs. 160 lakhs were spent when the pay and service commission revised the whole scales. In 1948/49 after the revision of the scales of pay Rs. 347 lakhs were spent. I am only striving to prove that this government in spite of handicaps is trying to reach the level of the pre-police action expenditure on police as desired by the hon. members. Since I have accepted their suggestion, I hope they will try to help me in maintaining law and order in the State. The percentage of expenditure incurred on the police in the neighbouring States is as follows:—

Bombay	..	14. 9%
Madras	..	6.10%
Madhya Pradesh	..	10.07%
Bihar	..	12.19%
Hyderabad	..	14%

That shows, our expenditure on police is less than in Bombay and slightly higher than other States.

Regarding unemployment I would like to assure that efforts will be made to absorb all the retrenched persons. In the Customs Dept., about 3 to 5 thousand yet to be wound up in the Supply Dept., about 5 thousand have to be retrenched. In this way, about 10 to 15 thousand people have got to be absorbed. I am glad to say that the Government has been able to see that these people do not fall in the hands of the Opposition. The number of Gazetted and non-Gazetted and menial staff for the years 1950-51, 1951-52 and 1952-53 given below will give an Idea, how the gazetted posts are being reduced and a saving of more than one crore and 20 lakhs is effected.

	No. of Gazetted posts	No. of Non-Gazetted posts	Establishment	Total
1950-51	2,338	65,726	35,594	1,03,658
1951-52	2,027	81,131	34,735	1,17,893
1952-53	1,896	1,12,485		1,14,381
		(including menials)		(a : Executive of Supply Dept).

As promised we did not touch the non-gazetted and menial staff. Many Members last year felt that the administration was wooden, and static. These will dispel the misapprehension. The Chief Minister has dealt with the measures we have taken to meet the conditions in famine areas. It is a long range plan. The Bombay Government has assured the people that they would fight famine. I would go a step further and say that we have already girded our loin, we shall not allow famine to occur. This question will receive priority; and we have been working in that direction. Even before I could hear about subvention from the Centre and inspite of deficit budget I provided the necessary relief in the famine areas. The Agricultural Department will attend to the details and I assure the House we will not be passive in the matter.

Agricultural income-tax is one of the items under which only one or two lakhs of rupees were collected. Unfortunately, the tax structure is so forged that it would not yield very much. I looked into this matter. We could have raised the

income by 7 or 8 lakhs. But due to the pressure of friends on this side and equally from other side, we have brought before the House the Hyderabad Tenancy and Agricultural Lands Act (Amendment) Bill, as a result of which any hope of raising income under this head is gone for ever and we are not going to get anything out of that.

Last year, I tried to know the reaction of the House regarding the multiple and single point tax. The Members of the Opposition felt shy to be associated with the Merchant community. They felt shy because people would call them 'Capitalistic.' Today a sudden change as come over, perhaps due to the tactics of the Opposition Benches. Whenever it is inconvenient to them they introduce new tactics. Bombay has made certain alterations at the first point and the last point. My mind is not rigid. I would agree to these changes. Next year, we will have to forego another 3½ crores by abolition of export customs. Taxes are already high, agricultural income tax is not there; sales tax is an indirect tax. So unless as suggested by my friend, Shri Raju, we develop our industries other sources of revenue and further avenues of taxtion will not be available. Reliance merely on land revenue and often taxes unconsciously paid by a poor buyer is not good.

If anybody wants a luxury, he is conscious of it but the poor buyer of a necessary commodity pays more tax unconsciously. The Congress is not wedded to encumber the poor. This state of affairs should improve. Multiple point sales tax yields more income. In Russia, today 53.6 percent is the yield. In the first two years, people worked for 15 hours there and even now, whenever the State needs money, one month's pay is compulsorily taken off. We have not done anything like that. We have to forego customs, surcharge etc. All of us have to put our heads together and achieve this.

Shrimati Lakshmi Bai: There is no opposition party in Russia.

Dr. G. S. Melkote: I would like to do away with the export and surcharge, provided we get sufficient income. What is wrong if I levy a betterment tax. Today how much am I going to get by this; 1.5 lakhs or so as against an annual expenditure of nearly 7 crores on capital expenditure. I improve the social and economic condition of the people in

those areas. I get money from other areas and put it there for their improvement. Will they not pay back at least to those areas ? What is wrong about it. Similarly, with the industries also : the industrial structure has got to be changed. My hon. friend, the Minister in-charge will speak on the industrial policy etc. If there is trouble, it is certainly not due to us. I have called the Members of Opposition and told them : "Do not rake up trouble with regard to Hatti Gold Mines. They are already working on loss". We are anxious that housing conditions should be improved. I went there in last April. I asked the management to take up the matter with the Centre and see to what extent we could ameliorate their condition. But before anything could be done and in spite of my giving the necessary information—I should not call it warning, they did not heed my word. To me, labour is labour irrespective of their ideologies and irrespective of their affiliations to different political parties and I would like to do every thing that is possible for them. But in order to miantain their hold on the labourers, many things are said vociferously here. I should like to tell the House that I have made arrangements for a few lakhs of rupees and at present about 30 or 40 houses are being constructed. To whatever party we may belong, economics is economics. Housing condition is difficult but this Government will do every thing that is possible.

I was talking about the tax structure. It is only in relation to petrol and some spare parts of motor cars Government of India have fixed particular rates after going into the question in detail. So I thought of taxing the sugarcane at the entry of the factory when it goes to be crushed. Thus, on the earnings of the factory I intend levying 2 rupees per ton. In other words, I am trying to earn from the savings of the factory and not to effect the income of the sugarcane growers. Is this wrong ? Any tax that has got to be imposed in this sphere will have to be on the savings of the management. Otherwise, it will tell upon the people and if health of the people is disturbed the economy of the State gets dislocated. Hence, I would like to tax the factory people, and tax their savings and not the income of the sugarcane growers.

Regarding wasteful items of expenditure, I have not much time to deal with all the items here, though I am prepared to answer everyone of them satisfactorily. About the currency problem I have to say a few words, beacuse it is

very important. Hyderabad has integrated itself with the rest of India. So many changes took place before we took charge of Government. But since we took charge, one of the important items that we attended to was the abolition of customs duty on imports. Since then various bills have been introduced in this house with a view to bringing Hyderabad to the level of neighbouring States. Two important matters are still to be attended to, one is the currency and the other is customs duty and surcharge on exports. The Government of India have taken decision for demonetising the O.S. Currency from Ist April and this Government has also agreed to it. But, how is this change going to take place? How is it going to affect the man in the street. Various representations have been made—I would not call them 'threats' but a few dire consequences if certain things are not attended to have been pointed out. I would like to know for whose sake they are pleading—obviously on behalf of the labour and the non-gazetted staff—the proletariat, which is always amenable to their advice is made to agitate. The pleading is not for the Kisans, or for the villagers. The entire population in the State is going to be affected by this change over. The non-gazetted ranks may be less than one lakh and the labouring class, one lakh. The pleading is for 2 lakhs only out of 200 lakhs, *i.e.*, 1 % of the population. To please these two lakhs Government has been asked to pay in equal amount in I.G. If I agree will it not cause inflation. The Members of the Opposition may say 'No' . It is agreed that the common man, the man who sells pans, beedies, vegitables, the milkman, the house-owner and people of such class would expect equival payment in I.G. I feel that this 1% of the people are trying to shelve off their responsibility because there is somebody else, to shoulder it i.e. the Government and the Industrialists. But I ask, what about the rest of the population? Do the hon. Members suggest that the Government should equalise the taxes or else how can I meet the situation? Even supposing I give in I.G. currency, then these people are not going to pay their house rent at par. They will resist it at every point. We all of us shout against black marketting and we want the morale of the nation to be such that they would resist such inroads and corrupt practices. Does this Government represent all the people or only the non-gazetted ranks and the industrial labour. ,Nobody would pay rent in I.G. on par with O.S. They would say to the house owner 'Look here, I used to pay 30 rupees H.S. which come to 24 I.G. and therefore I would pay only this much. If you are not satisfied, go to the Court of Law" The eviction

is so difficult, that the house owner cannot do anything. People are resisting this inroad and corruption. By paying equal sums in I.G. Govt. will incur only an expenditure of 1 crore. But what about the Kisans? Shall I convert their taxes also into I.G. *i.e.*, increase it by $16\frac{2}{3}\%$? The industrialists will also say the same thing. I am not in sympathy with the industrialists, but with the industries. How will they compete with the industries in the neighbouring States ? Should no the Members help this Government. Which is trying to help the people in resisting these corrupt practices or shall I give one crore because there is pleading for that? We have examined every one of these items and found that this Government should remain firm. I would plead with hon. Members to consider this problem sympathetically. I am always open to correction. I would like to stand by the people. If I cannot help the people I cannot help the non-gazetted ranks or anybody else. That is the stand Government has taken and if the stand is correct, I am sure the Members of this House and the people outside will support the Government and see that the changeover comes as smoothly as possible, for the well being of the State.

Mr. Speaker, Sir, I do notknow how much time is left for me. I have got to speak about the five year plan, the budget and so on. If the House is tired, I will stop if the House wants I will continue.

Mr. Deputy Speaker : The hon. Minister has already taken much time.

Dr. G. S. Melkote : I Will sum-up in five minutes.

So many criticisms have been made and I am in a position to answer each one of them satisfactorily. If any point remains unanswered hon. Members may raise them during the discussion on cut-motions. Or, If any hon. Member is anixous, he can come to me and I will give him all facts at my disposal. This is a period of transition. There is the question of mixed economy. We are in the process of non-violent revolution. Our Government have done their best. We are aiming at an welfare State, and we are to do the maximum good to the maximum number of people. If the principle of Welfare State is accepted, then planning must necessarily come in. If it is a question of appointing a few relatives, then planning is not necessary. If the lot of the people in the State, has to be improved socially and economically then

planning is indispensable. While we plan, we must necessarily keep in mind the money we command. We cannot immediately attend to all the needs of every village, though this is out ultimate objective. There are divergent views on this. I myself felt at one time, that after freedom our first duty would be to stand by the people. Crores of rupees should be spent towards improvement in rural areas. Their needs are first waters, second roads, third schools, fourth hospitals, fifth restoration of tanks and wells and sixth improvement of agriculture. About 15 or 20 crores or a little more have been allotted for this purpose over a period of 3 years. I can tell the villagers what freedom is. May be, after all their needs are attended to, say after the next ten years or so, I thought I could attend to Tungabhdra and other projects, but the immediate necessity of time of food. We cannot go on importing food from outside, at a heavy cost. The prime need of any people is food. That is the reason why agriculture has received the priority. If the villagers are contented, I need not tax them any more. I can tax them in different ways. Is not labour itself a form of tax? We can ask them to build roads, hospitals and so on with their own labour. I can ask them to repair the tanks. That will be easy. This is another aspect of looking at the five year plan. The Central Government and the Planning Commission thought that in the present context, when the world is being threatened with another international turmoil, we must be self-sufficient in food.

For the repairs and restoration of tanks in Hyderabad, for the next three years, the Govt. of India has given 210 lakhs. We ourselves are spending large amounts. On education alone, we have been spending several lakhs. About the community projects, it has been said that Marathwada has not been paid sufficient attention. We are pleading with the centre for starting more community projects in Hyderabad. If they agree, we can start some in Marathwada. I has been stated that the community projects have not been located at proper centres. These are matters of difference of opinion. We are going to introduce compulsory primary education in the community project areas. We cannot introduce it for the whole State. If people live very well, and when social and economic conditions in the community project areas, improve, the people in these areas will be the first to educate their children. The farmers are now unable to send the children to schools, because they have to earn a wage to keep the family going. If conditions improve, they will

certainly educate the children. If the experiment succeeds in the community project areas, we can expand the facilities to other areas. If I have all the money I require by levying more taxes, I can give you everything. Members are against taxation, they want to create unrest in labour and break the peace. In spite of all these things I have been able to save 1 crore and odd. Our pension contribution is 2.6, normally it should have been 1.4, but what is the value of 1 crore campared to the freedom we are enjoying.

I have tried to place before you the economic conditions, and budgetary position. What is it we can not achieve with the co-operation of intelligent workers. I hold that the finances of the State are sound. The pepole are living in a healthy climate now. Last year I showed deficit and this year it has been balanced. The credit of Hyderabad has gone high here and in the neighbouring States. I can go to the market and ask them loans, District-wise and State-wise. I can say that I will reinvest the money collected from each district, in the same district or over the State, if I collect it from all the people of the State. The capitalist spends money in the hope of making profits. Even from that point of view—form the jagirdars or capitalist's point of view—what is that I can get if I invest in education, I do not get any profits. I would like to collect all the moneys not as a tax hoarder, but in order to repay to the State every pie that is collected in some form or other. I have presented a balanced budget, so that our prestige goes high and I would be able to tell the people that our financial position is sound. The Members will see within three or four years the progress that we will make, we will have green fields, to abundant electricity, several factories in running condition and unemployment gone to the minimum. No country would be able to do all these things in a short time. Imagine the conditions that prevailed in Russia during 1928-1930, there was great unemployment and so on. Imagine the position of China before the present revolution. I have also got figures in this regard, but I do not want to say anything more. What is it that we in India cannot do? I assure the hon. Members that we will go ahead like any other nation.

Thank you. .

The House then adjourned till half past eight of the Clock on Thursday the 12th March, 1953.

———